جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، ادبی، تعلیمی اور تربیتی مجلّہ

لِّیُخۡرِجَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ

القران الحکیم ۶۵:۱۲

النور

تبوک ۱۳۸۴ ھش
ستمبر ۲۰۰۵ء

سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمۡدِہٖ

سُبۡحَانَ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ

Participants at the Inter-Faith Symposium, "Word Peace: A Religious Perspective,"
Organized by San Diego Khuddam and Jamaat San Diego Held at San Diego State University
From left to right are: Ibrahim Naeem (Secretary Tabligh, LA West), Amjad Khan, Regional Qaid, Southwest, Dr. Tahir Ijaz (Qaid, San Diego), Mr. Sirajee (President, San Diego), Jamil Malik (Secretary Finance, San Diego), and Anwer M. Khan (National Secretary, Tehrik-e-Jadid).

لِيُخۡرِجَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ

(القرآن 65:12)

النـــــور

ستمبر 2005

جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، تعلیمی، تربیتی اور ادبی مجلّہ

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الۡعَفۡوَ فَاعۡفُ عَنِّیۡ۔

اے اللہ! تو بہت معاف کرنے والا ہے۔ تو عفو کو پسند کرتا ہے، پس مجھ سے درگزر فرما۔

(ترمذی ابواب الدعوات)

نگران اعلیٰ :

ڈاکٹر احسان اللہ ظفر
امیر جماعت احمدیہ، یو۔ایس۔اے

مدیر اعلیٰ :

ڈاکٹر نصیر احمد

مدیر :

ڈاکٹر کریم اللہ زیروی

ادارتی مشیر :

محمد ظفر اللہ ہنجرا

معاون :

حسنیٰ مقبول احمد

لکھنے کا پتہ :

Editors Ahmadiyya Gazette
15000 Good Hope Road
Silver Spring, MD 20905
karimzirvi@yahoo.com

فہرس

قرآن کریم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

اِنَّـآ اَنْـزَلْنٰـہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ ○ وَمَآ اَدْرٰکَ مَا لَیْلَۃُ الْقَدْرِ ○ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ ۵ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَہْرٍ ○
تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوْحُ فِیْہَا بِاِذْنِ رَبِّہِمْ ۚ مِنْ کُلِّ اَمْرٍ ۛ سَلٰمٌ ۛ ہِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ○

اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے
یقیناً ہم نے اسے قدر کی رات میں اتارا ہے۔ اور تجھے کیا سمجھائے کہ قدر کی رات کیا ہے۔ قدر کی رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ بکثرت نازل ہوتے ہیں
اس میں فرشتے اور روح القدس اپنے رب کے حکم سے۔ ہر معاملہ میں۔ سلام ہے۔ یہ (سلسلہ) طلوعِ فجر تک جاری رہتا ہے۔
(سُوْرَۃُ الْقَدْرِ)

لَیْلَۃٌ: لَیْلٌ:۔ مِنْ مَّغْرَبِ الشَّمْسِ اِلٰی طُلُوْعِ الْفَجْرِ الصَّادِقِ اَوْاِلٰی طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَھُوْ خِلَافُ النَّھَارِ. (یعنی سورج کے غروب ہونے کے وقت سے لے کر صبح صادق کے طلوع ہونے کے وقت کو لَیْل کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک سورج کے نکلنے تک کے وقت کو۔ اور لَیْل کا لفظ نَھار یعنی دن کے بالمقابل بولا جاتا ہے۔

قَدْرٌ کے معنے مَبْلَغُ الشَّیْءِ کے ہوتے ہیں یعنی کسی چیز کی جو قیمت ہوتی ہے اس کو قَدْرٌ کہتے ہیں۔ اسی طرح قَدْرٌ ایک چیز کے دوسری چیز سے مساوی ہونے کو بھی کہتے ہیں چنانچہ عرب کہتے ہیں ھٰذَا قَدْرُ ھٰذَا اَیْ مَمَاثِلُہٗ وَمُسَاوٍ لَہٗ یعنی فلاں چیز فلاں کے مساوی ہے۔ اسی طرح طاقت کے معنوں میں بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے اور قَدْرٌ کے معنے حُرمت کے بھی ہوتے ہیں اور وقار کے بھی ہوتے ہیں اور غِـنـاء کے بھی ہوتے ہیں اور قوت کے بھی ہوتے ہیں۔ اور قَدْرٌ کے معنے اَلْوَقْتُ الذِیْ یَلْزِمُ لِلفِعْلِ کے بھی ہوتے ہیں یعنی جتنے وقت میں کوئی کام ہوسکتا ہو اس کو بھی قَدْرٌ کہتے ہیں اور چونکہ یہ مصدر ہے اس لئے سارے مصدری معنے بھی اس میں پائے جائیں گے۔ اس لحاظ سے اس کے معنے تنگی کے بھی ہیں اور حکم کے بھی اور اقتدار کے بھی اور تعظیم کے بھی اور تدبیر کے بھی اور لیلۃ القدر وہ رات بھی ہے جو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے کسی ایک رات میں آتی ہے (اقرب) قرآن کریم میں بعض اور مقامات پر بھی اس رات کا ذکر آتا ہے مگر وہاں الفاظ اس آیت سے مختلف ہیں ایک جگہ فرماتا ہے اِنَّـا اَنْزَلْنٰـہُ فِیْ لَیْلَۃٍ مُّبَارَکَۃٍ (الدخان:4) یعنی ہم نے اسے ایک مبارک رات میں اتارا ہے۔ پس لَیْلَۃُ الْقَدر لیلۃ المبارکہ بھی ہے۔ ایک دوسری جگہ فرماتا ہے شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنَاتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ (البقرۃ:186) رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن اتارا گیا۔ ان دونوں آیات پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان المبارک کی کسی رات میں قرآن کریم کا نزول ہوا۔ اور اس وجہ سے اس رات کو خاص طور پر مبارک قرار دیا گیا۔

شَھْـرٌ کے معنی عربی زبان میں اظہار کے بھی ہوتے ہیں۔ انسانی ذہن تو لیلۃ سے زیادہ سے زیادہ تاریکی کی طرف جاتا ہے مگر ہماری مراد اس لیلۃ

القدر سے ہے جو بے انتہاء برکتوں پر مشتمل ہے اور جس کی عظمت کی طرف عام طور پر انسانی ذہن جا ہی نہیں سکتا۔اس طرح وَمَآ اَدْرٰکَ مَا لَیْلَۃُ الْقَدْرِ کہہ کر معنوں کو بہت وسعت دے دی کیونکہ اس کے معنے ہیں حدِ قیاس وفہم سے بالا۔شَھْر قمر کو بھی کہتے ہیں جب وہ اپنے کمال کے قریب ہو۔اسی طرح شَھْر مہینہ کو بھی کہتے ہیں اور شَھْر کے معنے عالم کے بھی ہیں کیونکہ وہ مشہور ہوتا ہے۔

تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوْحُ فِیْھَا میں اللہ تعالیٰ زائد بات یہ بتاتا ہے کہ اس کی طرف سے صرف کلام نہیں اترتا بلکہ ملائکہ اور رُوح دونوں کا اس کے ساتھ نزول ہوتا ہے۔رُوح کے معنے کلام کے بھی ہوتے ہیں اور روح کلامِ الٰہی لانے والے فرشتے کو بھی کہتے ہیں۔گویا ملائکہ سے مراد عام فرشتے ہیں اور روح سے مراد وہ فرشتے ہیں جو کلام الٰہی لانے والے ہوتے ہیں۔

بِـــاِذْنِ رَبِّھِمْ کے دو معنے ہو سکتے ہیں۔یہ بھی کہ وہ اذنِ الٰہی کو لے کر اترتے ہیں اور یہ بھی کہ ان کا اترنا اذنِ الٰہی سے ہوتا ہے۔پہلی صورت میں۔۔۔معنے یہ ہونگے کہ وہ اذنِ الٰہی کو لے کر اترتے ہیں یعنی کلام الٰہی کی تائید کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے لوگوں کی طرف خدا تعالیٰ کا حکم لاتے ہیں۔دوسری صورت۔۔۔مراد یہ ہوگی کہ ان کا نزول اذنِ الٰہی سے ہوتا ہے یعنی اس قسم کا تغیر بغیر اذن الٰہی کے نہیں ہوتا جب خدا تعالیٰ چاہتا ہے تب پیدا ہوتا ہے۔

مِنْ کُلِّ اَمْرٍ کے معنے تو یہ ہیں کہ ہر امر جو اسلام کی ترقی کے لئے ضروری ہوگا اس کو پورا کرنے اور ہر ایک روک جو اسلام کی ترقی میں حائل ہوگی اس کو دور کرنے کے لئے آسمان سے فرشتے نازل ہوں گے اور وہ کام جو بظاہر ناممکن نظر آتا ہوگا اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اسے سرانجام دے دیگا۔

علماء لکھتے ہیں کہ یہاں سَلٰمٌ .مُسَـــلِّـمَۃٌ کے معنوں میں استعمال ہوا ہے یعنی سلام بھیجنے والے۔ان کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ فرشتے مومنوں کو یا مومن آپس میں سلام کرتے ہیں۔مگر اس کے ساتھ ہی وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ سَلٰم کا لفظ یہاں سلامتی کے معنوں میں بھی استعمال ہو سکتا ہے۔

مَطْلَعِ الْفَجْرِ سے مراد وہ وقت ہے جب اسلام کو غلبہ حاصل ہو جائے اور یہ غلبہ ہمیشہ نبی کی وفات کے وقت ہوتا ہے۔اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ''الوصیّت'' میں تحریر فرمایا ہے کہ:

''اے عزیزو! خدا تعالیٰ کی ہمیشہ سے یہ سنت چلی آئی ہے کہ وہ اپنی دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا کہ دشمنوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کرے۔ایک قدرت تو وہ ہوتی ہے جس کا نبی کے ذریعہ اظہار ہوتا ہے جب وہ اس راستبازی کا بیج بو دیتا ہے جس کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتا ہے اور دوسری قدرت وہ ہوتی ہے جس کا اس کے خلفاء کے ذریعہ تکمیل کے رنگ میں اظہار ہوتا ہے۔''

پس یہاں مطلعِ الفَجْر سے نبی کی وفات کا زمانہ مراد ہے۔اور اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ تمہاری تمام سلامتی اس بات میں ہے کہ تم اس رات کی عظمت کو پہچانو اور وہ قربانیاں کرو جن کا اس وقت تم سے مطالبہ کیا جا رہا ہے جب فجر کا طلوع ہو گیا اور نبوت کا زمانہ ختم ہو گیا اس وقت آسمان کی نعمتیں آسمان پر رہ جائیں گی اور زمین ان برکات سے حصہ نہیں لے سکے گی جن سے اس وقت حصہ لے رہی ہے۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد نہم صفحات 296تا338)

حدیث

عَنْ مَالِکٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ مِسْكِيْنًا سَاَلَهَا وَهِيَ صَائِمَةٌ وَلَيْسَ فِيْ بَيْتِهَا اِلَّا رَغِيْفٌ فَقَالَتْ لِمَوْلَاةٍ لَهَا: اَعْطِيْهَا اِيَّاهُ. فَقَالَتْ: لَيْسَ لَكِ مَا تُفْطِرِيْنَ عَلَيْهِ، فَقَالَتْ: اَعْطِيْهَا اِيَّاهُ. قَالَتْ: فَفَعَلْتُ فَلَمَّا اَمْسَيْنَا اَهْدٰى لَهَا اَهْلُ بَيْتٍ اَوْاِنْسَانٌ مَاكَانَ يُهْدِيْ لَهَا شَاةً وَكَتْفَهَا فَدَعَتْهَا عَائِشَةُ فَقَالَتْ كُلِيْ مِنْ هٰذَا خَيْرٌ مِنْ قُرْصِكِ.

(موطا امام مالکؒ باب الترغیب فی الصدقة)

حضرت امام مالکؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ سے ایک غریب عورت نے سوال کیا۔ اس دن آپؓ روزہ سے تھیں اور گھر میں سوائے ایک روٹی کے کچھ نہ تھا۔ آپؓ نے خادمہ سے کہا کہ وہ روٹی اس غریب عورت کو دے دے۔ خادمہ کہنے لگی کہ آپ کے لئے کوئی اور چیز تو موجود نہیں۔ آپ خود کس چیز سے روزہ افطار کریں گی۔ حضرت عائشہؓ نے اس خادمہ سے کہا کہ تم وہ روٹی اس غریب عورت کو دے دو۔ خادمہ کہتی ہے کہ میں نے وہ روٹی اس غریب عورت کو دیدی۔ جب شام ہوئی تو آپ کے پاس کسی عزیز نے یا کسی اور شخص نے بکری کا کچھ گوشت اور اس کا باز و بطور تحفہ بھیج دیا۔ آپ نے اس خادمہ کو بلا کر فرمایا لو کھاؤ یہ تمہاری روٹی سے کہیں بہتر ہے۔

عَنِ الرَّبَابِ عَنْ عَمِّهَا سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا اَفْطَرَ اَحَدُكُمْ فَلْيُفْطِرْ عَلٰى تَمْرٍ فَاِنَّهٗ بَرَكَةٌ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ تَمْرًا فَالْمَآءُ فَاِنَّهٗ طَهُوْرٌ وَقَالَ: اَلصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِيْنِ صَدَقَةٌ وَهِيَ عَلٰى ذِي الرَّحِمِ ثِنْتَانِ صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ.

(ترمذی کتاب الزکوٰة باب فی الصدقة علی ذی القرابة)

حضرت رباب اپنے چچا حضرت سلمان بن عامرؓ سے بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا افطاری کھجور سے کرو اور اگر کھجور کسی کو میسر نہ ہو تو سادہ پانی سے کرو۔ اسی طرح فرمایا کہ کسی غریب کی مدد کرنا تو صرف صدقہ ہے لیکن اپنے کسی غریب عزیز کی مدد کرنا دہرا ثواب ہے یہ صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔

ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ماہِ رمضان کی عظمت اور اس کے روحانی اثرات

مغرب کی نماز سے چند منٹ پیشتر ماہِ رمضان کا چاند دیکھا گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مغرب کی نماز گزار کر مسجد کی سقف پر چاند دیکھنے تشریف لے گئے اور چاند دیکھنے کے بعد پھر مسجد میں تشریف لائے۔ فرمایا کہ
''رمضان گزشتہ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کل گیا تھا۔

شهر رمضان الذی انزل فیه القراٰن

(البقرۃ:186)

سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیا نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے۔ اور صوم تجلی قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے اور تجلی قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے۔ پس اُنْـزِلَ فِيْـهِ الْقُرْاٰنُ میں یہی اشارہ ہے۔ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ روزہ کا اجر عظیم ہے لیکن امراض اور اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم رکھتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ جوانی کے ایام میں میں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ روزہ رکھنا سنت اہل بیت ہے۔ میرے حق میں پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلمان منا اهل البیت۔ سلمان یعنی الصلحان کہ اس شخص کے ہاتھ سے دو صلح ہوں گی۔ ایک اندرونی دوسری بیرونی۔ اور یہ اپنا کام رِفق سے کرے گا نہ کہ شمشیر سے اور میں جب مشرب حسین پر نہیں ہوں کہ جس نے جنگ کی بلکہ مشرب حسن پر ہوں کہ جس نے جنگ نہ کی تو میں نے سمجھا کہ روزہ کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ میں نے چھ ماہ کے روزے رکھے۔ اس اثنا میں میں نے دیکھا کہ انوار کے ستونوں کے ستون آسمان پر جا رہے ہیں۔ یہ امر مشتبہ ہے کہ انوار کے ستون زمین سے آسمان پر جاتے تھے یا میرے قلب سے۔ لیکن یہ سب کچھ جوانی میں ہو سکتا تھا اور اگر اس وقت میں چاہتا تو چار سال تک روزہ رکھ سکتا تھا

نشاط نوجوانی تا بہ سی سال
چہل آمد فروریزد پر و بال

۔۔۔پس میرے نزدیک خوب ہے کہ (انسان) دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے اور میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ۔ اور اس سے توفیق طلب کرے تو مجھے یقین ہے کہ ایسے دل کو خدا تعالیٰ

طاقت بخش دے گا۔ اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح اس امت میں کوئی قید نہ رکھتا۔ مگر اس نے قیدیں بھلائی کے واسطے رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمالِ اخلاص سے خدا تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینہ میں مجھے محروم نہ رکھ تو خدا تعالیٰ اسے محروم نہیں رکھتا اور ایسی حالت میں اگر انسان ماہ رمضان میں بیمار ہو جائے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہوتی ہے کیونکہ ہر ایک عمل کا مدار نیت پر ہے۔ مومن کو چاہیئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کردے۔ **جو شخص کہ روزے سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت دردِ دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اور اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لئے روزے رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جُو نہ ہو تو خدا تعالیٰ اسے ہرگز ثواب سے محروم نہ رکھے گا۔** یہ ایک باریک امر ہے کہ اگر کسی شخص پر (اپنے نفس کے کسل کی وجہ سے) روزہ گراں ہے اور وہ اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ میں بیمار ہوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق ہوں گے اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا تو ایسا شخص جو خدا تعالیٰ کی نعمت کو خود اپنے اوپر گراں گمان کرتا ہے۔ کب اس ثواب کا مستحق ہوگا۔ ہاں وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آگیا اور میں اس کا منتظر تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں اور پھر وہ بوجہ بیماری کے روزہ نہیں رکھ سکا تو وہ آسمان پر روزے سے محروم نہیں ہے۔ اس دنیا میں بہت لوگ بہانہ جُو ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم جس طرح اہل دنیا کو دھوکا دے لیتے ہیں ویسے ہی خدا کو فریب دیتے ہیں۔ بہانہ جُو اپنے وجود سے آپ مسئلہ تراش کرتے ہیں اور تکلفات شامل کر کے اِن مسائل کو صحیح گردانتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ صحیح نہیں۔ تکلفات کا باب بہت وسیع ہے۔ اگر انسان چاہے تو اس (تکلف) کی رُو سے ساری عمر بیٹھ کر نماز پڑھتا رہے اور رمضان کے روزے بالکل نہ رکھے مگر خدا اس کی نیت اور ارادہ کو جانتا ہے۔ جو صدق اور اخلاص رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کے دل میں درد ہے اور خدا تعالیٰ اسے ثواب سے زیادہ بھی دیتا ہے کیونکہ دردِ دل ایک قابلِ قدر شئے ہے۔ حیلہ جُو انسان تاویلوں پر تکیہ کرتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ تکیہ کوئی شئے نہیں۔ جب میں نے چھ ماہ روزے رکھے تھے تو ایک دفعہ ایک طائفہ انبیاء کا مجھے (کشف میں) ملا۔ اور انہوں نے کہا کہ تو نے کیوں اپنے نفس کو اس قدر مشقت میں ڈالا ہوا ہے، اس سے باہر نکل۔ اسی طرح جب انسان اپنے آپ کو خدا کے واسطے مشقت میں ڈالتا ہے تو وہ خود ماں باپ کی طرح رحم کر کے اسے کہتا ہے کہ تو کیوں مشقت میں پڑا ہوا ہے۔ یہ لوگ ہیں کہ تکلف سے اپنے آپ کو مشقت سے محروم رکھتے ہیں۔ اس لئے خدا ان کو دوسری مشقتوں میں ڈالتا ہے اور نکالتا نہیں اور دوسرے جو خود مشقت میں پڑتے ہیں اُن کو وہ آپ نکالتا ہے۔ **انسان کو واجب ہے کہ اپنے نفس پر آپ شفقت نہ کرے بلکہ ایسا بنے کہ خدا تعالیٰ اس کے نفس پر شفقت کرے کیونکہ انسان کی شفقت اس کے نفس پر اس کے واسطے جہنّم ہے اور خدا تعالیٰ کی شفقت جنّت ہے۔**

(ملفوظات جلد چہارم صفحات 256-260)

کلام امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام

شانِ اسلام

شکرِ خدائے رحماں! جس نے دیا ہے قرآں
غنچے تھے سارے پہلے اب گُل کِھلا یہی ہے

کیا وصف اس کے کہنا ہر حرف اس کا گہنا
دلبر بہت ہیں دیکھے دل لے گیا یہی ہے

دیکھی ہیں سب کتابیں مجمل ہیں جیسی خوابیں
خالی ہیں ان کی قابیں خوانِ ھُدیٰ یہی ہے

اس نے خدا ملایا وہ یار اُس سے پایا
راتیں تھیں جتنی گزریں اب دن چڑھا یہی ہے

اس نے نشاں دکھائے طالب سبھی بلائے
سوتے ہوئے جگائے بس حق نُما یہی ہے

پہلے صحیفے سارے لوگوں نے جب بگاڑے
دنیا سے وہ سدھارے نوشہ نیا یہی ہے

کہتے ہیں حسنِ یوسفؑ دلکش بہت تھا لیکن
خوبی و دلبری میں سب سے سوا یہی ہے

یوسفؑ تو سن چکے ہو اک چاہ میں گرا تھا
یہ چاہ سے نکالے جس کی صدا یہی ہے

اے میرے ربِّ رحمٰں تیرے ہی ہیں یہ احساں
مشکل ہو تجھ سے آساں ہر دم رجا یہی ہے

اے میرے یارِ جانی! خود کر تو مہربانی
ورنہ بلائے دنیا اک اژدھا یہی ہے

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چُوموں
قرآں کے گرد گُھوموں کعبہ مرا یہی ہے

لعلِ یمن بھی دیکھے دُرِّ عدن بھی دیکھے
سب جوہروں کو دیکھا دل میں جچا یہی ہے

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق
اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدّعا یہی ہے

ماہِ رمضان المبارک سے متعلق چند اہم دعائیں

نئے چاند کی دعا

اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِا الْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّيْ وَرَبُّکَ اللّٰهُ هِلَالُ خَيْرٍ وَّ رُشْدٍ،هِلَالُ خَيْرٍ وَّ رُشْدٍ،اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَکَ.

(ترمذی کتاب الدعوات و مستدرک حاکم کتاب الدعاء)

اے اللہ تعالیٰ دکھا ہم کو یہ چاند امن اور ایمان کے ساتھ اور سلامتی اور اسلام کے ساتھ۔ میرا رب العزّت اور تیرا ربّ العزّت اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ یہ چاند خیر و بھلائی کا چاند ہو، خیر و بھلائی کا ہو، خیر و بھلائی کا ہو، میں اس اللہ پر ایمان لایا جس نے تجھے پیدا کیا۔

روزہ رکھنے کی دعا

جس شخص کا روزہ رکھنے کا ارادہ ہو اسے روزہ رکھنے کی نیت ضرور کرنی چاہیئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے:

مَنْ لَّمْ يَجْمَعِ الصَّوْمَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِيَامَ لَهٗ

(ترمذی کتاب الصوم لا صیام لمن لم یعزم من اللیل)

جو صبح سے پہلے روزے کی نیت نہ کرے اس کا کوئی روزہ نہیں۔ نیت کرنے کے لئے کوئی معین الفاظ زبان سے ادا کرنے ضروری نہیں ہیں۔

روزہ افطار کرنے کی دعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ لَکَ صُمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلٰى رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ

(ابو داؤد کتاب الصیام باب القول عند الافطار)

اے اللہ! میں نے تیری رضا کی خاطر روزہ رکھا اور میں تجھ پر ایمان لایا اور تیرے دیئے ہوئے رزق سے میں روزہ کھول رہا ہوں۔

افطار کرنے کے بعد کی دعا

ذَهَبَ الظَّمْاُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ.

(ابو داؤد کتاب الصیام باب القول عند الافطار)

پیاس جاتی رہی اور رگیں تر و تازہ ہوگئیں اور اجر ثابت ہوگیا۔ اگر خدا تعالیٰ چاہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَسْئَلُکَ بِرَحْمَتِکَ الَّتِيْ وَسِعَتْ کُلَّ شَيْءٍ اَنْ تَغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ.

اے اللہ میں تیری رحمت مانگتا ہوں جو ہر چیز پر وسیع ہے۔ کہ تو میرے گناہ بخش دے۔

لیلۃ القدر کی دعا

اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ.

(ترمذی کتاب الدعوات)

اے اللہ! تو بہت معاف کرنے والا ہے۔ تو عفو کو پسند کرتا ہے پس مجھ سے درگزر فرما۔ (آمین)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

الہامی دعائیں

(رمضان کا مبارک مہینہ دعاؤں کا مہینہ ہے۔ ذیل میں ہم روزنامہ الفضل قادیان 13/دسمبر اور 15/ دسمبر 1936 میں طبع شدہ ایک مضمون ہدیۂ قارئین کررہے ہیں جس میں حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام کی الہامی دعاؤں کا تذکرہ ہے۔ ہمیں امید ہے کہ احباب جماعت خصوصیت سے اس مہینہ میں ان دعاؤں سے استفادہ کریں گے)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے موجودہ زمانہ میں اپنا تازہ کلام جو ایمانوں کی تازگی اور قلوب کی پژمردگی دور کرنے کے لئے نازل فرمایا اس میں جہاں جماعت احمدیہ کی ترقی اور دشمنانِ سلسلہ کی ذلت و رسوائی کے متعلق بیسیوں الہامات ہیں جنہیں زیر مطالعہ رکھنا ترقیٔ ایمان اور قوتِ عمل کے لئے ہر احمدی کے لئے ضروری ہے وہاں متعدد ایسی دعائیں بھی ہیں جو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر الہاماً نازل فرمائیں۔ان دعاؤں میں سے گو بعض ایسی ہیں جو قرآن مجید میں آچکی ہیں مگر ان کا اکثر حصہ ایسا ہے جو براہ راست حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا۔

چونکہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کو الہاماً فرمایا ہے کہ

"بَارَکَ اللّٰہُ فِی اِلْھَامِکَ وَوَحْیِکَ وَ رُؤْیَاکَ"۔

(تذکرہ صفحہ616)

یعنی خدا تعالیٰ نے تیرے الہامات اور تیری وحی اور تیرے رؤیاء میں برکت رکھ دی ہے۔

اور پھر یہ بھی الہام ہے کہ

"آسمان سے بہت دودھ اترا ہے۔محفوظ رکھو"۔

(تذکرہ صفحہ601)۔

اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان الہامی دعاؤں کو یکجا کر دیا جائے۔ احباب سے گزارش ہے کہ وہ ان دعاؤں کو یاد کرلیں اور اپنے بچوں کو بھی زبانی یاد کرادیں تا اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی حاجات پیش کرتے وقت ان دعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کا فضل زیادہ سے زیادہ جذب کرسکیں۔

الہامات میں بکثرت دعاؤں سے کام لینے کی تاکید

ان دعاؤں کو نقل کرنے سے پیشتر اس امر کا ذکر کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودعلیہ السلام پر جو الہامات نازل فرمائے ہیں ان میں اس امر کی بھی تاکید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور مومنوں کو کثرت سے دعاؤں سے کام لینا چاہئے۔چنانچہ الہام ہے:

"اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ فَاعْبُدْنِیْ وَلَا تَنْسٰنِیْ وَاجْتَھِدْ اَنْ تَصِلَنِیْ وَاسْئَلْ رَبَّکَ وَکُنْ سَئُوْلًا"

(صفحہ 369)

یعنی میں ہی خدا ہوں۔میری پرستش کرو اور مجھے مت بھولو اور اس امر کی کوشش کرتے رہو کہ تمہیں میرا وصال اور قرب حاصل ہو جائے۔اس کا ذریعہ یہ ہے کہ

تم اپنے خدا سے دعائیں کرو۔اور بار بار اور بکثرت دعائیں کرو۔

اسی طرح الہام ہے:

"اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ"

(صفحہ 599)

کہ مجھ سے دعائیں مانگو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔

پھر الہام ہوا

"اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَان"

(صفحہ 81)

یعنی میں دعائیں کرنے والوں کی دعاؤں کو قبول کرتا ہوں۔ جب وہ مجھے پکارتے ہیں۔

ایک اور الہام ہوا

"اِنَّہٗ سَمِیْعُ الدُّعَاءِ"

(صفحہ 97)

کہ خدا تعالیٰ دعاؤں کو بہت سننے والا ہے۔

اسی طرح الہام ہوا

"مَا یَعْبَأُ بِکُمْ رَبِّی لَو لَا دُعَآءُ کُمْ"

(صفحہ 20)

کہ خدا کو تمہاری پرواہ ہی کیا ہے اگر تم اس سے دعائیں نہ کرو۔

ان الہامات سے اس تاکید کا پتہ چل سکتا ہے جو بکثرت دعائیں مانگنے کے متعلق جماعت احمدیہ کو کی گئی ہے۔پس دعاؤں کی طرف ہماری جماعت کو خاص طور پر توجہ رکھنی چاہئے اور اس امر کو بھی مدنظر رکھنا چاہئے کہ دعا ایک ایسا کارگر حربہ ہے کہ نہ صرف زندہ اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں بلکہ مُردوں پر بھی اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی برکات کا نزول ہوتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً فرماتا ہے:

"قَدْ جَرَتْ عَادَۃُ اللّٰہِ اَنَّہٗ لَا یَنْفَعُ الْاَمْوَاتَ اِلَّا الدُّعَآء"

(صفحہ390)

کہ خدا تعالیٰ کی عادت اسی طرح جاری ہے کہ مُردوں کو دعا کے سوا اور کوئی چیز نفع نہیں دیتی۔

پس ایسی چیز جس کا فائدہ نہ صرف زندوں کو ہے بلکہ مُردوں کو بھی ہے اس کی طرف جس قدر انسان کو توجہ رکھنی چاہئے وہ کسی اہل نظر سے پوشیدہ نہیں ہو سکتی۔

دعا کے آداب

لیکن دعاؤں کے متعلق بعض آداب بھی ہوتے ہیں اور اگر انسان انہیں اپنے مدنظر نہ رکھے تو بعض دفعہ ٹھوکر کھا جاتا ہے۔ان آداب میں سے تین کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں بھی آتا ہے جن کا ذکر اس تسلسل میں ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے

پہلا ادب جو دعا کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں بیان کیا گیا ہے، یہ ہے کہ انسان دعا کرتے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل سے مایوس نہ ہو بلکہ خواہ بظاہر یہی نظر آتا ہو کہ دعا قبول نہیں ہو رہی پھر بھی دعاؤں میں لگا رہے۔اس امر کی طرف توجہ دلانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے یہ الہام نازل فرمایا:

"لَا تَیْئَسُوْا مِنْ رَوْحِ اللّٰہ"۔

(صفحہ 487)

کہ خدا تعالیٰ کی رحمت سے مایوس مت ہو۔

ایک اور الہام ہے

"لَا تَیْئَسْ مِنْ رَوْحِ اللّٰہِ . اَلَا اِنَّ رَوْحَ اللّٰہِ قَرِیْب"

(تذکرہ صفحہ 48)

کہ خدا تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ خدا تعالیٰ کی رحمت تمہارے بالکل قریب ہے۔

پھر الہام ہے

"أَتَقْنَطُ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ الَّذِيْ يُرَبِّيْكُمْ فِي الْاَرْحَامِ"

(صفحہ623)

کیا تم خدا تعالیٰ کی رحمتوں سے ناامید ہوتے ہو حالانکہ خدا وہ ہے جو تمہاری رحموں میں پرورش کرتا ہے۔

پس دعا کرتے ہوئے کبھی مایوسی اور ناامیدی کو اپنے قریب پھٹکنے نہیں دینا چاہئے۔

دعا میں تکرار

دوسرا ادب دعا کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ انسان اگر اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت مانگے تو اس کے متعلق صرف ایک یا دو یا تین بار دعا نہ کرے بلکہ مسلسل اور متواتر دعا مانگتا چلا جائے۔ اس کا آخری نتیجہ یہ ہوگا کہ اس انسان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ابر برسے گا اور وہ اپنی مراد کو پہنچ جائے گا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے ۔

تو در منزل ما چو بار بار آئی
خدا ابر رحمت بارید یا نے

یعنی اے میرے بندے تو چونکہ میری فرودگاہ میں بار بار آتا ہے اس لئے اب تو خود دیکھ لے کہ تجھ پر رحمت کی بارش ہوتی ہے یا نہ۔

(صفحہ 605)

پس دعا میں تکرار اور تسلسل کو مدنظر رکھنا چاہئے۔

دُعا انتہائی عجز کے ساتھ کی جائے

تیسرا ادب دعا کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ انسان نہایت اضطرار کے ساتھ دعا کرے یعنی جس وقت وہ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی حاجات پیش کر رہا ہو تو اس کا سینہ ابل رہا ہو، اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوں، اس کا کلیجہ باہر نکلنے کو ہو اور ایسی سوزش، ایسی تپش، ایسی آگ اور ایسی فروتنی اس کے اندر ہو کہ گویا اس کی جان ہی نکل رہی ہے۔ ایسی حالت میں اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کے دروازہ کو کھٹکھٹائے تو اس کے متعلق یہ الٰہی وعدہ ہے کہ وہ دعا ضرور سنی جاتی ہے۔ چنانچہ الہام ہے،

"اَفَمَنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ"

(صفحہ 675)

کہ کون ہے جو ایک مضطر شخص کی دعا کو سنتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے۔ تو کہہ دے وہ ذات صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ اگر لوگ اس بات کو نہیں مانتے تو تو انہیں چھوڑ دے کہ وہ اپنی بیہودہ گوئیوں میں بھٹکتے پھریں۔

ان آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے دعائیں کرنی چاہئیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی الہامی دعاؤں کو خصوصیت سے پیش نظر رکھنا چاہئے کیونکہ یہ وہ دعائیں ہیں جو موجودہ زمانہ کی مشکلات کے ارتفاع کے لئے اللہ تعالیٰ نے خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل فرمائیں اور آپؑ پر الہام نازل کیا کہ ۔

دست تو دعائے تو ترحم ز خدا

(صفحہ526)

کہ تیرے ہاتھ اٹھانے اور تیری دعاؤں کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے رحم کی بارش ہوتی ہے۔

پس یہ دعائیں جو "دعائے تو" کی ذیل میں آتی ہیں یقیناً ایسی ہیں کہ ان کا مانگنا "ترحم ز خدا" کا انسان کو مستحق بنا دیتا ہے۔

☆......☆......☆

اب وہ دعائیں لکھی جاتی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر الہاماً نازل ہوئیں۔

پہلی دعا

’’رَبِّ اَذْهِبْ عَنِّى الرِّجْسَ وَطَهِّرْنِى تَطْهِيْرًا‘‘

(صفحہ17)

(ترجمہ) اے میرے رب مجھ سے ناپاکی کو دور رکھ اور مجھے ایسا پاک کردے جیسا کہ پاک کرنے کا حق ہے۔

دوسری دعا

’’سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْم. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ‘‘

(صفحہ 31)

(ترجمہ): اللہ تعالیٰ پاک ہے اپنی حمد کے ساتھ، اللہ تعالیٰ پاک ہے اور بڑی عظمت والا ہے۔ اے خدا محمد (ﷺ) اور آپ کی آل پر بڑی بڑی رحمتیں اور برکات نازل کر۔

اس دعا کے شانِ نزول کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’ایک مرتبہ میں سخت بیمار ہوا یہاں تک کہ تین مختلف وقتوں میں میرے وارثوں نے میرا آخری وقت سمجھ کر مسنون طریقہ پر مجھے تین مرتبہ سورۂ یٰسین سنائی۔ جب تیسری مرتبہ سورۂ یٰسین سنائی گئی تو میں دیکھتا تھا کہ بعض عزیز میرے جواَب وہ دنیا سے گزر بھی گئے دیواروں کے پیچھے بے اختیار روتے تھے۔ اور مجھے ایک قسم کا سخت قولنج تھا اور بار بار دمبدم حاجت ہو کر خون آتا تھا۔ سولہ دن برابر ایسی حالت رہی اور اسی بیماری میں میرے ساتھ ایک اور شخص بیمار ہوا تھا وہ آٹھویں دن راہی ملک بقا ء ہو گیا تھا۔ حالانکہ اس کے مرض کی شدت ایسی نہ تھی جیسی میری۔ جب بیماری کو سولھواں دن چڑھا تو اس دن بکلی حالت یاس ظاہر ہو کر تیسری مرتبہ مجھے سورۂ یٰسین سنائی گئی۔ اور تمام عزیزوں کے دل میں یہ پختہ یقین تھا کہ آج شام تک یہ قبر میں ہوگا تب ایسا ہوا کہ جس طرح خدائے تعالیٰ نے مصائب سے نجات پانے کے لئے بعض اپنے نبیوں کو دعائیں سکھلائی تھیں مجھے بھی خدا نے الہام کر کے ایک دعا سکھلائی اور وہ یہ ہے:

’سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْم. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ‘‘.

اور میرے دل میں خدا نے یہ الہام کیا کہ دریا کے پانی میں جس کے ساتھ ریت بھی ہو ہاتھ ڈال اور یہ کلمات طیبہ پڑھ اور اپنے سینہ اور پشت سینہ اور دونوں ہاتھوں اور مونہہ پر اس کو پھیر کہ اس سے تو شفا پائے گا۔ چنانچہ جلدی سے دریا کا پانی مع ریت منگوایا گیا اور میں نے اسی طرح عمل کرنا شروع کیا۔ جیسا کہ مجھے تعلیم دی تھی اور اس وقت حالت یہ تھی کہ میرے ایک ایک بال سے آگ نکلتی تھی اور تمام بدن میں دردناک جلن تھی اور بے اختیار طبیعت اس بات کی طرف مائل تھی کہ اگر موت بھی ہو تو بہتر تا اس حالت سے نجات ہو مگر جب وہ عمل شروع کیا تو مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ہر ایک دفعہ ان کلمات طیبہ کے پڑھنے اور پانی کو بدن پر پھیرنے سے میں محسوس کرتا تھا کہ وہ آگ اندر سے نکلتی جاتی ہے۔ اور بجائے اس کے ٹھنڈک اور آرام پیدا ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ ابھی پیالہ کا پانی ختم نہ ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ بیماری بکلی مجھے چھوڑ گئی اور میں سولہ دن کے بعد رات کو تندرستی کے خواب سے سویا۔ جب صبح ہوئی تو مجھے یہ الہام ہوا،

’’وَاِنْ كُنْتُمْ فِى رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَأْتُوْا بِشِفَآءٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ‘‘

(تذکرہ صفحہ 32,31)

یعنی ’’اور اگر تمہیں اس نشان میں شک ہو جو شفا دے کر ہم نے دکھلایا تو تم اس کی نظیر میں کوئی اور شفا پیش کرو‘‘۔

تیسری دعا

’’رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ مِنَ السَّمَآءِ ‘‘

(صفحہ46)

اے میرے رب مغفرت فرما اور آسمان سے رحم کر۔

چوتھی دعا

"رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْن"

(صفحہ 46)

اے میرے رب مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تو خیر الوارثین ہے۔

پانچویں دعا

"رَبِّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ"

(صفحہ46)

اے میرے رب اُمت محمدیہ کی اصلاح کر۔

چھٹی دعا

"رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ قَومِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الفَاتِحِیْن".

(صفحہ 46)

اے ہمارے رب ہم میں اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ کردے اور تو سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے۔

ساتویں دعا

"رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ"

(صفحہ 48)

اے میرے رب میرا صدق ظاہر کردے۔

آٹھویں دعا

"رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ وَ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہ وَ سِرَاجاً مُّنِیْراً"

(صفحہ 52)

اے ہمارے خدا ہم نے ایک آواز دینے والے کی آواز سنی جو ایمان کی طرف بلاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف پکارنے والا اور ایک چمکتا ہوا چراغ ہے۔ہم اس پر ایمان لائے ہیں۔

نویں دعا

"اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ. مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَب".

(صفحہ 82)

کہہ میں شریر مخلوقات کی شرارتوں سے خدا کے حضور پناہ مانگتا ہوں اور اندھیری رات سے بھی خدا کی پناہ میں آتا ہوں۔

دسویں دعا

"رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُبَارَکاً حَیْثُ مَا کُنْتُ"۔

(صفحہ 99)

اے میرے رب مجھے ایسا مبارک کر کہ جس جگہ بھی میں بود و باش اختیار کروں تیری برکت میرے ساتھ رہے۔

گیارھویں دعا

"رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ لِی مِمَّا یَدْعُونَنِی اِلَیْهِ"۔

(صفحہ 102)

اے میرے رب قید خانہ مجھے ان باتوں سے زیادہ محبوب ہے جن کی طرف لوگ مجھے بلاتے ہیں۔

بارھویں دعا

"رَبِّ نَجِّنِیْ مِنْ غَمِّی"

(صفحہ 102)

ترجمہ: اے میرے رب مجھے میرے غم سے نجات بخش۔

تیرھویں دعا

"ایلی ایلی لِمَا سَبَقْتَنِی"

(صفحہ 102)

اے میرے رب، اے میرے رب تونے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔

چودھویں دعا

"ایلِی ایلِی لِمَا سَبَقْتَنِیْ اَیلِیْ اُوس"

{عبرانی دعا، (صفحہ 103)}

اے میرے خدا، اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔

اے میرے اللہ مجھ پر انعام واکرام فرما۔

پندرھویں دعا

"ھُوَ شَعْنَا"

{عبرانی دعا، (صفحہ103)}

اے میرے خدا میں دعا کرتا ہوں کہ مجھے نجات بخش اور مشکلات سے رہائی عطا فرما.

﴿وضاحت از تذکرہ جلد 1 نیا ایڈیشن چہارم حاشیہ صفحہ 102: ھو شعنا نعسا اے خدا میں دعا کرتا ہوں کہ مجھے نجات بخش اور مشکلات سے رہائی فرما۔ ہم نے نجات دیدی۔ یہ دونوں فقرے عبرانی زبان میں ہیں۔ اور یہ ایک پیشگوئی ہے۔ جو دعا کی صورت میں کی گئی۔ اور پھر دعا کا قبول ہونا ظاہر کیا گیا اور اس کا حاصل مطلب یہ ہے کہ جو موجودہ مشکلات ہیں یعنی تنہائی، بیکسی، ناداری، کسی آئندہ زمانہ میں وہ دور کردی جائیں گی۔ چنانچہ پچیس برس بعد یہ پیشگوئی پوری ہوئی اور اس زمانہ میں ان مشکلات کا نام ونشان نہ رہا۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص80)

نوٹ از مرتب: فقرہ ھو شعنا متی 21/9 میں بھی آیا ہے جس کا ترجمہ حاشیہ میں یوں لکھا ہے، کرم کر کے نجات دے۔ دیکھو زبور 118/25﴾

سولھویں دعا

"رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا اِنَّا کُنَّا خَاطِئِیْن "

(صفحہ 198 , 369)

اے خدا ہمارے گناہ معاف فرما کہ ہم خطا پر تھے۔

سترھویں دعا

"رَبِّ اَرِنِی کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتیٰ . رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ مِنَ السَّمَاءِ"۔

(صفحہ389)

اے میرے رب مجھے دکھا کہ تو مردہ کیونکر زندہ کرتا ہے۔ اے میرے رب آسمان سے اپنی بخشش اور رحمت نازل فرما۔

اٹھارھویں دعا

اصحاب الصفة کے متعلق اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا کہ وہ روتے ہوئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر درود بھیجتے ہوئے کہیں گے

"رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیاً یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ. رَبَّنَا اٰمَنَّا

فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِيْن''.

(صفحہ 233)

اے ہمارے خدا ہم نے ایک منادی کی آواز سنی جو ایمان کی طرف بلاتا ہے۔اے ہمارے رب ہم اس پر ایمان لائے۔پس تو ہمیں بھی گواہوں میں لکھ لے۔

انجام آتھم میں یہ دعا اس طرح درج ہے:

''رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِياً يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ. فَاٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِيْن''۔

(صفحہ41)

انیسویں دعا

''رَبِّ اِنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ''.

(صفحہ 236)

اے میرے رب میں مغلوب ہوں تو میرے دشمن سے انتقام لے۔

بیسویں دعا

''رَبِّ اِنِّيْ مَظْلُوْمٌ فَانْتَصِرْ''

(صفحہ 443)

اے میرے رب مجھ پر ظلم کیا گیا ہے تو انتقام لے۔

اکیسویں دعا

''رَبِّ اَصِحَّ زَوْجَتِي هٰذِهٖ''۔

(صفحہ 325)

اے میرے خدا میری اس بیوی کو بیمار ہونے سے بچا اور اسے تندرست کر۔

دوسری دفعہ یہ دعا ان الفاظ میں نازل ہوئی کہ

''اَصِحَّ زَوْجَتِي''

(تذکرہ صفحہ 377)

بائیسویں دعا

''يا حَيُّ يَاقَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْث. اِنَّ رَبِّيْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْض''.

(صفحہ 328)

اے ہمیشہ زندہ رہنے والے اور قیوم خدا تیری رحمت سے میں مدد چاہتا ہوں۔میرا رب وہی ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا رب ہے۔

تئیسویں دعا

''رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا''.

(صفحہ 362)

اے میرے رب مجھے علم میں زیادتی عطا فرما۔

چوبیسویں دعا

''رَبِّ اِنِّي اِخْتَرْتُكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ''.

(صفحہ 367)

اے میرے رب میں نے تجھے ہر چیز پر اختیار کر لیا ہے۔

پچیسویں دعا

''رَبِّ اَخِّرْ وَقْتَ هٰذا''

(صفحہ548)

اے میرے رب اس کا وقت کچھ پیچھے ڈال دے۔

چھبیسویں دعا

''اے میرے قادر خدا اس پیالہ کو ٹال دے''

(صفحہ405)

ستائیسویں دعا

" اَللّٰهُمَّ اِنْ اَهْلَكْتَ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ فَلَنْ تُعْبَدَ فِي الْاَرْضِ اَبَدًا"۔

(صفحہ405)

اے خدا اگر تو نے اس جماعت کو ہلاک کر دیا تو پھر اس زمین پر تیری پرستش کبھی نہ ہوگی۔

اٹھائیسویں دعا

"رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ وَ انْصُرْنِيْ وَارْحَمْنِيْ"۔

(صفحہ 420)

اے میرے رب! ہر ایک چیز تیری خدمت گزار ہے۔اے میرے رب! تو مجھے محفوظ رکھ، میری مدد فرما اور مجھ پر رحم کر۔

اس دعا کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ اسم اعظم ہے اور یہ وہ کلمات ہیں جو اسے پڑھے گا ہر ایک آفت سے اسے نجات ہوگی''۔

"الحکم "، میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''یہ دعا ایک حرز اور تعویذ ہے''۔

نیز فرمایا:

''میں اس دعا کو اب التزاماً ہر نماز میں پڑھا کروں گا۔آپ بھی پڑھا کریں''۔

(تذکرہ صفحہ420)

اُنتیسویں دعا

"یاحَفِيْظُ يَا عَزِيْزُ يَا رَفِيْقُ ".

(صفحہ 453)

ترجمہ: اے بہت ہی حفاظت کرنے والے، اے غالب اور اے رفیق۔

ان اسماء الٰہیہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''چونکہ بیماری وبائی کا بھی خیال تھا اس کا علاج خدا تعالیٰ نے یہ بتلایا کہ اس کے ناموں کا ورد کیا جائے''۔

تیسویں دعا

"بِسْمِ اللّٰهِ الْكَافِي ، بِسْمِ اللّٰهِ الشَّافِي ، بِسْمِ اللّٰهِ الْغَفُوْرِ الرَّحِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الْبَرِّ الْكَرِيْمِ . يا حَفِيْظُ يا عَزِيْزُ يا رَفِيْقُ يا وَلِيُّ اِشْفِنِيْ"۔

(صفحہ 485)

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ مدد چاہتا ہوں جو کافی ہے۔ میں اللہ کے نام کے ساتھ مدد چاہتا ہوں جو شافی ہے۔ میں اللہ کے نام کے ساتھ مدد چاہتا ہوں جو غفور الرحیم ہے۔ میں اللہ کے نام کے ساتھ مدد چاہتا ہوں جو احسان کرنے والا کریم ہے۔ اے حفاظت کرنے والے ، اے غالب ، اے رفیق اور اے ولی تو مجھے شفا دے۔

اس دعا کے متعلق لکھا ہے ''حضرت اقدس کے دائیں رخسار مبارک پر ایک آماس سا نمودار ہوا جس سے بہت تکلیف ہوئی۔حضورؑ نے دعا فرمائی تو (مندرجہ بالا) فقرات الہام ہوئے۔دم کرنے سے فوراً صحت حاصل ہوگئی۔

(تذکرہ صفحہ485)

اکتیسویں دعا

”رَبِّ اِشْفِ زَوْجَتِیْ ھٰذِہٖ وَاجْعَلْ لَھَا بَرَکَاتٍ فِی السَّمَاءِ وَبَرَکَاتٍ فِی الْاَرْضِ“۔

(صفحہ 540)

ترجمہ: اے میرے رب! میری بیوی کو شفا بخش اور اس کو آسمانی اور زمینی برکتیں عطا فرما۔

بتیسویں دعا

”رَبِّ اِنِّی مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ فَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا“۔

(صفحہ604)

ترجمہ: اے خدا میں مغلوب ہوں۔ میرا انتقام دشمنوں سے لے۔ اور ان کو اچھی طرح پیس ڈال۔

تینتیسویں دعا

”رَبِّ لَا تَرِنِی زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃ رَبِّ لَا تَرِنِی مَوْتَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ“۔

(صفحہ542)

ترجمہ: اے میرے رب مجھے قیامت کا زلزلہ نہ دکھلا۔ اے میرے رب ان میں سے کسی کی موت مجھے نہ دکھا۔

چونتیسویں دعا

”رَبِّ اَرِنِیْ زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃ“۔

(صفحہ 550)

ترجمہ: خدایا مجھے وہ زلزلہ دکھا جو اپنی شدت کی وجہ سے نمونہ قیامت ہو۔

پینتیسویں دعا

”رَبِّ اَرِنِیْ اٰیَۃً مِّنَ السَّمَاءِ“۔

(صفحہ 543)

ترجمہ: اے میرے رب مجھے آسمان سے ایک نشان دکھا۔

چھتیسویں دعا

”رَبِّ سَلِّطْنِیْ عَلَی النَّارِ“۔

(صفحہ548)

ترجمہ: اے میرے خدا مجھے آگ پر مسلط کر دے۔

سینتیسویں دعا

”یا اللہ رحم کر“۔

(صفحہ 659)

اڑتیسویں دعا

”رَبِّ اَخْرِجْنِیْ مِنَ النَّارِ“۔

(صفحہ 669)

ترجمہ: اے میرے رب مجھے آگ سے نکال۔

اُنتالیسویں دعا

”اِشْفِنِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَارْحَمْنِیْ“۔

(صفحہ255)

ترجمہ: اے خدا مجھے اپنی طرف سے شفا بخش اور رحم نازل کر۔

چالیسویں دعا

"رَبِّ لَا تُضَيِّعْ عُمْرِىْ وَ عُمْرَهَا وَاحْفَظْنِى مِنْ كُلِّ اٰفَةٍ تُرْسَلُ اِلَىَّ"۔

(صفحہ 255)

ترجمہ: اے میرے رب میری اور اس کی عمر کو ضائع نہ کر اور مجھے ان تمام آفات سے محفوظ رکھ جو میری طرف بھیجی جائیں۔

اکیالیسویں دعا

"رَبِّ فَرِّقْ بَيْنَ صَادِقٍ وَ كَاذِبٍ .اَنْتَ تَرٰى كُلَّ مُصْلِحٍ وَ صَادِقٍ"۔

(صفحہ 560)

ترجمہ: اے میرے خدا صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا۔ تو جانتا ہے کہ صادق اور مصلح کون ہے۔

بیالیسویں دعا

"رَبِّ اَرِنِى اَنْوَارَكَ الْكُلِّيَّة"۔

(صفحہ 565)

ترجمہ: اے میرے رب مجھے اپنے تمام انوار دکھا۔

تینتالیسویں دعا

"رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا اِنَّا كُنَّا خَاطِئِيْنَ"۔

(صفحہ 588)

ترجمہ: اے ہمارے رب ہمارے گناہ بخش کہ ہم خطا پر تھے۔

چوالیسویں دعا

"رَبِّ عَلِّمْنِىْ مَا هُوَ خَيْرٌ عِنْدَكَ"۔

(صفحہ 602)

ترجمہ: اے میرے خدا مجھے وہ سکھلا جو تیرے نزدیک بہتر ہے۔

پینتالیسویں دعا

"اے ازلی ابدی خدا بیڑیوں کو پکڑ کے آ"

(صفحہ 604)

چھیالیسویں دعا

"رَبِّ تَوَفَّنِىْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِىْ بِالصَّالِحِيْن"۔

(صفحہ 609)

ترجمہ: اے میرے خدا اسلام پر مجھے وفات دے اور صالحین کے ساتھ مجھے ملا۔

سینتالیسویں دعا

" رَبِّ لَا تُبْقِ لِىْ مِنَ الْمُخْزِيَاتِ ذِكْرًا"۔

(صفحہ 614)

ترجمہ: اے میرے رب میرے لئے رسوا کرنے والی چیزوں میں سے کوئی باقی نہ رکھ۔

اڑتالیسویں دعا

"رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِيْنَ دَيَّارًا"۔

(صفحہ 625)

ترجمہ: اے میرے رب زمین پر کافروں میں کوئی باشندہ نہ چھوڑ۔

اُنچاسویں دعا

''رَبِّ زِدْ فِیْ عُمُرِیْ وَ فِیْ عُمُرِ زَوْجِیْ زِیَادَۃً خَارِقَ الْعَادَۃِ''۔

(صفحہ380)

ترجمہ: اے میرے رب میری عمر میں اور میرے ساتھی کی عمر میں خارق عادت زیادتی فرما۔

پچاسویں دعا

''رَبِّ احْفِظْنِی فَاِنَّ الْقَوْمَ یَتَّخِذُوْنَنِی سُخْرَۃً''

(صفحہ626)

ترجمہ: اے میرے رب میری حفاظت کر کیونکہ قوم نے مجھے ہنسی اور تمسخر کی جگہ ٹھہرالیا۔

اکیاونویں دعا

''رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَھُمْ''۔

(صفحہ 647)

ترجمہ: اے خدا ہم میں اور ہمارے دشمنوں میں فیصلہ کر۔

باونویں دعا

''یا اللہ اب شہر کی بلائیں بھی ٹال دے''۔

(صفحہ 653)

ترپنویں دعا

''اے ازلی ابدی خدا مجھے زندگی کا شربت پلا''۔

(صفحہ 658)

چوّنویں دعا

''اَصْلِحْ بَیْنِی وَ بَیْنَ اِخْوَتِی''۔

(صفحہ663)

ترجمہ: اے میرے خدا مجھ میں اور میرے بھائیوں میں اصلاح کر۔

پچپنویں دعا

''رَبِّ اَرِنِیْ حَقَائِقَ الْاَشْیَاءِ''

(صفحہ 670)

ترجمہ: اے میرے رب مجھے اشیاء کے حقائق دکھلا۔

چھپنویں دعا

''رَبِّ اجْعَلْنِی غَالِبًا عَلٰی غَیْرِی''۔

(صفحہ 176)

ترجمہ: اے میرے رب مجھے غیر پر غالب کردے۔

ستاونویں دعا

''رَبِّ ارْحَمْنِی اِنَّ فَضْلَکَ وَ رَحْمَتَکَ یُنْجِی مِنَ الْعَذَابِ''۔

(صفحہ 976)

ترجمہ: اے میرے رب مجھ پر رحم فرما کہ تیرا فضل اور تیری رحمت عذاب سے نجات دیتے ہیں۔

اٹھاونویں دعا

''رَبِّ اَجْزِہٖ جَزَآءً اَوْفٰی''۔

(صفحہ 475)

ترجمہ: اے رب اسے پوری پوری جزا دے۔

انسٹھویں دعا

''رَبِّ هَبْ لِیْ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً''.

(صفحہ685)

ترجمہ: اے میرے رب مجھے پاک ذریت عطا فرما۔

دعائیہ فقرات

یہ وہ دعائیں ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں پائی جاتی ہیں اور جو دنیا کی بلاؤں مصیبتوں اور غموں سے نجات پانے کا ایک مؤثر ذریعہ ہیں۔ان کے علاوہ چار دعائیہ فقرات بھی ہیں۔چنانچہ

پہلا دعائیہ فقرہ جو الہام کے ذریعہ نازل ہوا یہ ہے کہ:

''اے عبدالحکیم خدا تعالیٰ تجھے ہر ایک ضرر سے بچاوے۔اندھا ہونے اور مفلوج ہونے اور مجذوم ہونے سے''۔

(صفحہ916)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''میرے دل میں ڈالا گیا کہ عبدالحکیم میرا نام رکھا گیا ہے''۔

دوسرا دعائیہ فقرہ جو الہام کے ذریعہ نازل ہوا یہ ہے کہ:

''اے میرے اہل بیت خدا تمہیں شر سے محفوظ رکھے''۔

(صفحہ846)

تیسرا دعائیہ فقرہ یہ ہے کہ:

''خدا قاتل تو باد و مرا از شر تو محفوظ دارد''۔

(صفحہ 895)

یعنی اے دشمن تو جو تباہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے خدا تجھے تباہ کرے اور تیرے شر سے مجھے محفوظ رکھے۔

چوتھا دعائیہ فقرہ یہ ہے کہ:

''خدا تمہیں سلامت رکھے''۔

(صفحہ 565)

شکر باری تعالیٰ

ان کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں ''شکر باری تعالیٰ'' کے موضوع پر مشتمل چند کلمات بھی پائے جاتے ہیں۔یہ ایک طبعی بات ہے کہ جب انسان اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مشکلات سے یا بیماریوں آفات اور مصائب سے نجات پاتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتا ہے۔اور گو ہر انسان اپنی زبان میں بھی اللہ تعالیٰ کا شکر کر سکتا ہے اور لوگ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہی رہتے ہیں۔مگر الہام الٰہی نے جن الفاظ کا انتخاب کیا ہے وہ بے حد مؤثر ہیں اور ہمیں چاہئے کہ علاوہ اپنی زبان سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے ان الفاظ سے بھی اپنی زبانوں کو تر رکھیں۔وہ الہامات یہ ہیں:

☆......اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْحَزَنَ وَ اٰتَانِی مَا لَمْ يُؤْتَ اَحَدٌ مِنَ الْعَالَمِيْنَ ۔

(صفحہ 881،706)

ترجمہ: اس خدا کی تعریف ہے جس نے میرا غم دور کیا اور مجھ کو وہ چیز دی جو اس زمانہ کے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دی گئی۔

☆...... ''اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ اَخْرَجَنِیْ مِنَ النَّارِ ''.

(صفحہ 966)

ترجمہ: سب تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس نے مجھے آگ سے نکالا۔

☆......☆......☆

(بشکریہ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن)

خطبہ جمعہ

روزہ صرف یہی نہیں ہے کہ کچھ عرصہ کے لئے کھانا پینا چھوڑ دیا جائے۔ روزہ کے ساتھ بہت ساری برائیوں کو بھی چھوڑنا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی پہلے سے بڑھ کر کرنی ہوگی

رمضان المبارک کی اہمیت، فضیلت، غرض وغایت اور برکات کے متعلق قرآن مجید، احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے اہم نصائح

خطبہ جمعہ ارشادفرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

15/اکتوبر 2004ء بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن۔لندن)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم–

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين –

إياک نعبد و إياک نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

يٰٓاَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۫ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○

(سورۃ البقرۃ آیات 184تا 186)

ان آیات کا یہ ترجمہ ہے کہ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ گنتی کے چند دن ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اتنی مدت کے روزے دوسرے ایام میں پورے کرے۔ اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں ان پر فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔ پس جو کوئی بھی نفلی نیکی کرے تو یہ اس کے لئے بہت اچھا ہے۔ اور تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔ رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے

ایک عظیم ہدایت کے طور پر اتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے اس مہینہ کو دیکھے تو اس کے روزے رکھے اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو گنتی پوری کرنا دوسرے ایام میں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ تم سہولت سے گنتی کو پورا کرو اور اس ہدایت کی بنا پر اللہ کی بڑائی بیان کرو جو اس نے تم کو عطا کی تا کہ تم شکر کرو۔

کل سے انشاء اللہ تعالیٰ رمضان شروع ہو رہا ہے، بعض جگہ شروع ہو چکا ہے، میں نے سنا ہے یہاں بھی بعض لوگوں نے روزے رکھنے شروع کر دیئے ہیں۔ بہر حال یہ مہینہ جہاں مومنوں کے لئے، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والوں کے لئے بے شمار برکتیں لے کر آتا ہے وہاں شیطان کے لئے یا شیطان صفت لوگوں کے لئے تکلیف کا مہینہ بھی بن جاتا ہے کیونکہ ایک حدیث میں ہے کہ شیطان کو اس مہینہ میں جکڑ دیا جاتا ہے۔ کیونکہ جب مومن اس مہینے میں زیادہ سے زیادہ تقویٰ پر چلنے کی کوشش کرتا ہے اور شیطان کے حملے سے بچنے کی کوشش کرتا ہے تو یہی چیز اس کے لئے تکلیف کا باعث بنتی ہے۔ اور شیطان کو جکڑنے کا یہ مطلب ہے کہ ایک اللہ کا بندہ اللہ کی خاطر جب جائز چیزوں سے بھی اپنے آپ کو روک رہا ہوتا ہے تو ناجائز باتوں سے جن کے بارے میں شیطان وقتاً فوقتاً اس کے دل میں وسوسے ڈالتا رہتا ہے پھر اس سے کس قدر بچنے کی کوشش کرے گا۔ ورنہ تو جو مضبوط ایمان والے نہیں ہیں، جن کے دل میں رمضان میں بھی رمضان کا احترام پیدا نہیں ہوتا وہ تو رمضان میں بھی مکمل طور پر شیطان کے قبضے میں ہوتے ہیں۔ وہ تو رمضان میں بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل ہوتے ہیں۔ وہ تو رمضان میں بھی لوگوں کے حق مارنے کے لئے تیار ہوتے ہیں اور موقع ملے تو حق مارتے ہیں، تکلیفیں پہنچاتے ہیں۔

غرض رمضان برکتوں والا مہینہ ہے ان لوگوں کے لئے جو خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا چاہتے ہیں اور عبادت کرتے ہیں۔ یہ برکتوں والا مہینہ ہے ان لوگوں کے لئے جو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے ہر اس نیکی کو بجا لانے کی کوشش کرتے ہیں اور بجا لا رہے ہوتے ہیں جس کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اور ہر اس برائی کو چھوڑ رہے ہوتے ہیں جس کو چھوڑنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ بلکہ بعض جائز چیزوں کو بھی ایک خاص وقت کے لئے اس لئے چھوڑ رہے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے چھوڑنے کا حکم دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ روزوں کی فرضیت اور بعض چیزوں سے بھی پرہیز اس لئے ہے تا کہ تم تقویٰ میں ترقی کرو۔ اور تقویٰ کیا ہے؟ تقویٰ یہ ہے کہ گناہوں سے بچو، گناہوں سے بچنے کی کوشش کرو اور اس طرح بچو جس طرح کسی ڈھال کے پیچھے چھپ کے بچا جاتا ہے۔ اور انسان جب کسی چیز کے پیچھے چھپ کر بچنے کی کوشش کرتا ہے تو اس میں ایک خوف بھی ہوتا ہے۔ جس حملے سے بچ رہا ہوتا ہے اس کے خوف کی وجہ سے وہ پیچھے چھپتا ہے۔ تو فرمایا کہ روزے رکھو اور روزے رکھنے کا جو حق ہے اس کو ادا کرتے ہوئے رکھو تو تقویٰ میں ترقی کرو گے۔ ورنہ ایک روایت میں آیا ہے کہ خدا تعالیٰ کو تمہیں بھوکا رکھنے کا کوئی شوق نہیں ہے، کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے کہ تم نے جو غلطیاں اور گناہ کئے ہیں ان کے بدنتائج سے بچنے کے لئے میں نے ایک راستہ تمہارے لئے بنایا ہے تا کہ تم خالص ہو کر دوبارہ میری طرف آؤ۔ اور ان روزوں میں، رمضان میں روزہ رکھنے کا حق ادا کرتے ہوئے میری خاطر تم جائز باتوں سے بھی پرہیز کر رہے ہوتے ہو اور تمہاری اس کوشش کی وجہ سے مَیں بھی تم پر رحمت کی نظر ڈالتا ہوں اور شیطان کو جکڑ دیتا ہوں۔ تا کہ تم جس خوف کی وجہ سے روزہ رکھتے ہو اور روزہ رکھتے ہوئے اس ڈھال کے پیچھے آتے ہو، تقویٰ اختیار کرتے ہو تا کہ اس میں تم محفوظ رہو، اور تمہیں شیطان کوئی نقصان نہ پہنچا سکے۔ تو فرمایا کہ یہ تقویٰ جو ہے، یہ ڈھال جو ہے، یہ شیطان کے حملوں سے اور گناہوں سے بچنے کی کوشش جو ہے، یہ تمہارے روزے رکھنے کی وجہ سے تمہاری حفاظت کر رہی ہے۔ اس لئے ایک مجاہدہ کر کے جب تم اس حفاظت کے حصار میں آ گئے ہو تو اب اس میں رہنے کی کوشش بھی کرنی ہے۔ اب اس حصار کو، اس تقویٰ کو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے مضبوط سے مضبوط تر کرنا ہے۔ اور جو پہلے ہی نیکیوں پر قائم ہوتے ہیں وہ روزوں کی وجہ سے تقویٰ کے اور بھی اعلیٰ معیار حاصل کرتے چلے جاتے ہیں اور ترقی کرتے کرتے اللہ تعالیٰ کے انتہائی قرب پانے والے بنتے چلے جاتے ہیں۔

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ روزہ صرف اتنا نہیں ہے کہ کچھ عرصہ کے لئے کھانا پینا چھوڑ دیا تو تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم ہو جائیں گے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ روزے کے ساتھ بہت ساری برائیوں کو بھی چھوڑنا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی پہلے سے بڑھ کر کرنی ہوگی تبھی تقویٰ بھی حاصل ہوگا اور اس میں ترقی بھی ہوگی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان

جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔ روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربے سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیۂ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خداتعالیٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہئے کہ خداتعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تا کہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو' ۔ (یعنی خداتعالیٰ سے لَو لگانے کی طرف توجہ پیدا ہو اور دنیا سے بے رغبتی پیدا ہو، دنیا کو چھوڑنے کی طرف توجہ ہو۔) ''پس روزہ سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو جسم کی پرورش کرتی ہے، دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے۔ اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں'' (یعنی حمد بھی کریں اور تسبیح بھی کریں اور اللہ تعالیٰ کی بڑائی بھی بیان کریں اور اسی کو سب کچھ سمجھنے والے ہوں) ''جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے''۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 102 جدید ایڈیشن)

تو فرمایا کہ روزوں کا تمہیں اس وقت فائدہ ہوگا جب جسمانی خوراک کم کر کے روحانی خوراک میں اضافہ کرو گے۔ صرف دنیا کی بے انتہا مصروفیتوں کے پیچھے نہ پڑے رہو۔ روزہ رکھ کے بھی سوائے یہ کہ صبح سحری کھالی اور پھر دنیاوی کاموں اور دھندوں میں مصروف ہو گئے۔ ورنہ تو دنیا دار بھی صحت کے خیال سے یا فیشن کے طور پر خوراک کم کر دیتے ہیں۔ تمہاری خوراک کی کمی جسم کی خوبصورتی یا صحت کے پیش نظر نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہو۔ اور یہ رضا تبھی حاصل ہو گی جب اللہ تعالیٰ سے تعلق پہلے کی نسبت زیادہ ہوگا۔ اس کی تسبیح اور اس کو تمام قدرتوں کا مالک سمجھتے ہوئے اس کی طرف زیادہ جھکو گے۔ تبھی روزہ شیطان سے بھی بچا کر رکھے گا اور تقویٰ میں بھی بڑھائے گا۔ ورنہ جیسا کہ مَیں نے کہا، بے شمار لوگ ایسے ہیں، مسلمانوں میں بھی ایسے لوگ ہیں جن کے شیطان کھلے پھرتے ہیں، ان کو جکڑا نہیں جاتا اس لئے کہ وہ تقویٰ حاصل کرنے کی کوشش نہیں کر رہے ہوتے اور ان کو کوئی خوف اور ڈر نہیں ہوتا۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ تقویٰ کے معیار حاصل کرنے کے لئے، نیکیوں میں بڑھنے کے لئے اور شیطان سے بچنے کے لئے، جو یہ ٹریننگ کورس ہے یہ کوئی اتنے لمبے عرصے کے لئے نہیں ہے کہ تم پریشان ہو جاؤ کہ اتنے دن ہم بھوکے پیاسے کس طرح رہیں گے۔ فرمایا کہ سال کے چند دن ہی تو ہیں۔ سال کے 365 دنوں میں سے صرف 29 یا 30 دن ہی تو ہیں۔ اتنی تو قربانی تمہیں کرنی ہوگی اگر تم شیطان سے محفوظ رہنا چاہتے ہو۔ اور نہ صرف شیطان سے محفوظ رہو بلکہ اللہ فرماتا ہے کہ میری رضا بھی حاصل کرو۔ اگر تم چاہتے ہو اور یہ خواہش ہے کہ میری رضا حاصل کرو، میرا اقرب پانے والے بنو۔ فرمایا کہ جو لوگ مریض ہوں یا سفر پر ہوں، کیونکہ بیماری بھی انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہے، مجبوری کے سفر بھی کرنے پڑ جاتے ہیں تو پھر جو روزے چھوٹ جائیں ان کو بعد میں پورا کرو۔ تو یہ سہولت بھی اللہ تعالیٰ نے اس لئے دی کہ فرمایا کیونکہ تم میری طرف آنے کے لئے، میرے سے تعلق پیدا کرنے کے لئے ایک کوشش کر رہے ہو، ایک مجاہدہ کر رہے ہو، اس لئے مَیں نے تمہاری بعض فطری اور ہنگامی مجبوریوں کی وجہ سے تمہیں یہ چھوٹ دے دی ہے کہ سال کے دوران جو چھٹے ہوئے روزے ہوں وہ کسی اور وقت پورے کرلو۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں یہ چھوٹ تمہیں تمہاری اس کوشش کی قدر کرتے ہوئے دے رہا ہوں جو تم باقی دنوں میں اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالتے ہوئے میرا اقرب پانے کے لئے میری خاطر کر رہے ہو۔ فرمایا کیونکہ یہ سب تمہارا عمل میری خاطر ہو رہا ہے اس لئے اگر تم عارضی طور پر بیمار ہو یا بعض سفروں اور مجبوری کی وجہ سے کافی روزے چھوٹ رہے ہیں اور مالی لحاظ سے اچھے بھی ہو تو فدیہ بھی دے دو یہ زائد نیکی ہے۔ اور بعد میں سال کے دوران روزے بھی پورے کرلو۔ اور جو مستقل بیمار ہیں یا عورتیں ہیں مثلاً دودھ پلانے والی ہیں یا جن کے پیدائش ہونے والی ہے وہ کیونکہ روزے نہیں رکھ سکتیں اس لئے ایسے مریضوں کے لئے اپنی حیثیت کے مطابق فدیہ دینا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ:

''صرف فدیہ تو شیخ فانی یا اس جیسوں کے واسطے ہو سکتا ہے جو روزہ کی طاقت کبھی بھی نہیں رکھتے۔ ورنہ عوام کے واسطے جو صحت پا کے روزہ رکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ صرف فدیہ کا خیال اباحت کا دروازہ کھول دیتا ہے''۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 322 جدید ایڈیشن)

یعنی ایک ایسا اجازت کا رستہ کھل جائے گا اور ہر کوئی اپنی مرضی سے تشریح کرنی

شروع کردے گا۔حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے جو'صرف' کالفظ استعمال کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو بعد میں روزے کی طاقت رکھتے ہوں اگر وہ فدیہ دے دیں تو یہ زائد نیکی ہے۔ بعد میں روزے بھی پورے کر لئے اور فدیہ بھی دے دیا۔ اور جو رکھ ہی نہیں سکتے اور رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے ان کے لئے فدیہ ہے۔ کیونکہ اس بارے میں کہ فدیہ کس طرح ہے اس میں مختلف مفسرین نے مختلف تشریحیں کی ہوئی ہیں۔حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو طاقت رکھتے ہیں وہ بہرحال فدیہ دے دیں اور جو عارضی مریض ہیں وہ بھی۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

" وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْن

ایک دفعہ میرے دل میں آیا کہ یہ فدیہ کس لئے مقرر کیا گیا ہے؟ تو معلوم ہوا کہ توفیق کے واسطے ہے تا کہ روزہ کی توفیق اس سے حاصل ہو۔خداتعالیٰ ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے۔ اور ہر شئے خداتعالیٰ ہی سے طلب کرنی چاہئے۔ خداتعالیٰ تو قادرِمطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی روزہ کی طاقت عطا کر سکتا ہے۔تو فدیہ سے یہی مقصود ہے کہ وہ طاقت حاصل ہو جائے اور یہ خداتعالیٰ کے فضل سے ہوتا ہے۔پس میرے نزدیک خوب ہے کہ (انسان) دعا کرے کہ

الٰہی! یہ تیرا مبارک مہینہ ہے اور میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ، یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ۔اور اُس سے توفیق طلب کرے تو مجھے یقین ہے کہ ایسے دل کو خدا طاقت بخش دے گا''۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ563 جدید ایڈیشن)

تو فرمایا جن کو روزہ رکھنے میں عارضی روکیں پیدا ہو رہی ہیں اگر وہ فدیہ دیں تو اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے ہی توفیق بھی دے سکتا ہے۔فدیہ بھی دیں اور ساتھ دعا بھی کریں۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ:

''اصل بات یہ ہے کہ قرآن شریف کی رخصتوں پر عمل کرنا بھی تقویٰ ہے۔خداتعالیٰ نے مسافر اور بیمار کو دوسرے وقت (روزے) رکھنے کی اجازت اور رخصت دی

ہے اس لئے اس حکم پر بھی تو عمل رکھنا چاہئے۔ میں نے پڑھا ہے کہ اکثر اکابر اس طرف گئے ہیں کہ اگر کوئی حالت سفر یا بیماری میں روزہ رکھتا ہے تو یہ معصیت ہے''۔یعنی گناہ ہے''کیونکہ غرض تو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے، نہ اپنی مرضی۔اور اللہ تعالیٰ کی رضا فرمانبرداری میں ہے۔ جو حکم وہ دے اس کی اطاعت کی جاوے اور اپنی طرف سے اس پر حاشیہ نہ چڑھایا جاوے۔''یعنی اس کی تشریحیں نہ کی جائیں۔''اس نے تو یہی حکم دیا ہے کہ

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ

(سورۃ البقرہ آیت185)

اس میں کوئی قید اور نہیں لگائی کہ ایسا سفر ہو یا ایسی بیماری ہو''۔

فرمایا کہ:

''مَیں سفر کی حالت میں روزہ نہیں رکھتا اور ایسا ہی بیماری کی حالت میں۔ چنانچہ آج بھی میری طبیعت اچھی نہیں اور میں نے روزہ نہیں رکھا۔''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 67-68 جدید ایڈیشن)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

''جو شخص مریض اور مسافر ہونے کی حالت میں ماہ رمضان میں روزہ رکھتا ہے وہ خداتعالیٰ کے صریح حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔خداتعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے کہ مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے۔مرض سے صحت پانے اور سفر کے ختم ہونے کے بعد روزے رکھے۔خداتعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرنا چاہئے۔کیونکہ نجات فضل سے ہے نہ کہ اپنے اعمال کا زور دکھا کر کوئی نجات حاصل کر سکتا ہے۔خداتعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ مرض تھوڑی ہو یا بہت اور سفر چھوٹا ہو یا لمبا ہو بلکہ حکم عام ہے اور اس پر عمل کرنا چاہئے۔مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا۔''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 321 جدید ایڈیشن)

بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو ضرورت سے زیادہ سختی اپنے اوپر وارد کرتے ہیں یا وارد کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آج کل کا سفر کوئی سفر نہیں ہے اس لئے

روزہ رکھنا جائز ہے۔ آپؑ نے یہی وضاحت فرمائی ہے کہ نیکی یہ نہیں ہے کہ زبردستی اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالا جائے بلکہ نیکی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی کی جائے اور اپنی طرف سے تاویلیں اور تشریحیں نہ بنائی جائیں۔ جو واضح حکم ہیں ان پر عمل کرنا چاہئے۔ اور یہ بڑا واضح حکم ہے کہ مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ تو برکت اسی میں ہے کہ تعمیل کی جائے نہ کہ زبردستی اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کی جائے۔

ایک روایت میں آتا ہے:

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے رمضان کے مہینے میں سفر کی حالت میں روزہ اور نماز کے بارے میں دریافت کیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان میں سفر کی حالت میں روزہ نہ رکھو۔ اس پر اس شخص نے کہا یا رسول اللہ! میں روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا اَنْتَ اَقْوٰی اَمِ اللّٰہ؟ یعنی تو زیادہ طاقتور ہے یا اللہ؟ یقیناً اللہ تعالیٰ نے میری امت کے مریضوں اور مسافروں کے لئے رمضان میں سفر کی حالت میں روزہ نہ رکھنے کو بطور صدقہ ایک رعایت قرار دیا ہے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ وہ تم میں سے کسی کو کوئی چیز صدقہ دے پھر وہ اس چیز کو صدقہ دینے والے کو واپس لوٹا دے''۔ (المصنف للحافظ الکبیر ابی ابکر عبدالرزاق بن همام الصنعانی الجزء الثانی صفحہ 565 باب الصیام فی السفر)۔ تو یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے صدقہ مل رہا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ ہدایت دی کہ قرآن جو کہ ایک کامل اور مکمل شرعی کتاب ہے، اس مہینے میں اتاری گئی ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہر سال جتنا قرآن نازل ہوا ہوتا تھا رمضان میں اس کی دوہرائی کرواتے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے جو رمضان تھا اس میں دو دفعہ دوہرائی کروائی گئی۔

تو بتایا کہ اس میں ایک عظیم ہدایت ہے اس لئے تم بھی اس مہینے میں اس کو غور سے پڑھا کرو۔ ویسے تو پڑھنا ہی ہے لیکن اس مہینے میں خاص طور پر اس طرف توجہ دو، اس کی تلاوت کرو، اس کا ترجمہ پڑھو۔ اور جہاں جہاں درس کا انتظام ہے وہاں لوگ درس بھی سنیں۔ کیونکہ بعض باتوں کا ہر ایک کو پتہ نہیں لگ رہا ہوتا۔ تو تمہیں اس کا گہرا فہم، ادراک اور سمجھ بوجھ حاصل ہو گی۔ اور تمام امور اور تمام احکامات کی وضاحت ہو گی جن کو تم اپنی زندگیوں کا حصہ بنا سکتے ہو۔ دوسری آیت میں بھی دوبارہ تاکید کی گئی ہے کہ روزے رکھو اور مسافر اور مریض ان دنوں میں روزے نہ رکھیں اور بعد میں پورے کریں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا اور جو تم پر اس کے انعامات ہیں ان کا شکر ادا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکو، اس کے شکرگزار بندے بنو اور یہ شکرگزاری بھی تمہیں نیکیوں میں بڑھائے گی اور تقویٰ میں بڑھائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

''شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰن

(البقرۃ:186)

سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلّی قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے''۔ نفس امارہ بدی کی طرف مائل کرنے والا نفس ہے۔ اس سے دوری حاصل ہو جاتی ہے۔ ''اور تجلّی قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے۔''

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 561-562 جدید ایڈیشن)

فرمایا:

پس روزہ رکھنے اور قرآن پڑھنے اور عبادت کرنے سے دل روشن ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے قریبی تعلق پیدا ہوتا ہے۔ نمازیں جو ہیں وہ نفس کو پاک کرتی ہیں۔ ان دنوں میں نمازوں پر بھی خاص طور پر زور دو تا کہ نفس مزید پاک ہوں۔ اور روزے سے دل کو روشنی ملتی ہے۔ اور دلوں کی روشنی یہ ہے (آپؑ نے فرمایا) کہ اللہ تعالیٰ سے ایسا قریبی تعلق پیدا ہو جاتا ہے گویا کہ خدا کو دیکھ رہا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابو ہریرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ابن آدم کا ہر عمل اس کی ذات کے لئے ہوتا ہے سوائے روزوں کے۔ پس روزہ میری خاطر رکھا جاتا ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ اور روزے ڈھال ہیں۔ اور جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ شہوانی باتیں اور گالی

گلوچ نہ کرے اور اگر اس کو کوئی گالی دے یا اس سے جھگڑا کرے تو اسے جواب میں صرف یہ کہنا چاہئے کہ مَیں تو روزہ دار ہوں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے روزہ داروں کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے زیادہ طیب ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں جو اسے خوش کرتی ہیں۔ ایک جب وہ روزہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے۔ اور دوسرے جب وہ اپنے رب سے ملے گا تو اپنے روزے کی وجہ سے خوش ہوگا۔''

(بخاری کتاب الصوم باب فضل الصوم)

تو اس میں جو باتیں بیان کی گئی ہیں وہ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ میری خاطر رکھا جاتا ہے۔ تو جو کام اللہ تعالیٰ کی خاطر کیا جائے اس میں دنیا کی ملونی ہو نہیں سکتی۔ اور جو کام اللہ تعالیٰ کی خاطر کیا جائے اس کا اظہار لوگوں کے سامنے یا ان سے تعریف کروانے کے لئے نہیں ہوتا بلکہ کوشش ہوتی ہے کہ نیکی چھپی رہے۔ اور جب وہ لوگوں سے چھپ کر نیکی کر رہا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس کی جزا ہو جاتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے۔ حفاظت کا ایک ایسا مضبوط ذریعہ ہے جس کے پیچھے چھپ کر تم اپنے آپ کو شیطان کے حملوں سے محفوظ کر سکتے ہو اور وہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ روزے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی کرو اور برائیوں سے اور لڑائی جھگڑوں سے بھی بچو۔ یہاں تک کہ اگر کوئی تمہیں گالی بھی دے تو غصے میں نہ آؤ، طیش میں نہ آؤ بلکہ کہو کہ میں روزہ دار ہوں۔ رمضان میں ہر احمدی اگر یہ عہد کرے کہ ہر لیول (Level) پر گھروں میں بھی، ماحول میں بھی، باہر بھی اور دوستوں میں بھی اس کے مطابق عمل کرنا ہے تو اسی ایک بات سے کہ گالی کا جواب نہیں دینا، لڑنا جھگڑنا نہیں میں سمجھتا ہوں کہ آدھے سے زیادہ جھگڑے ہمارے معاشرے کے ختم ہو سکتے ہیں۔ تو ایسے لوگوں کو جو خوشیاں ملتی ہیں ان کے ساتھ سب سے بڑی یہ خوشی ہے۔ فرمایا کہ وہ اس روزے کی وجہ سے اپنے ربّ کا قرب حاصل کرے گا۔ تو یہ بھی واضح ہو گیا کہ روزے کے بعد یہ عمل جاری رہیں گے تو اللہ تعالیٰ کا قرب بھی حاصل ہوگا اور ہوتا رہے گا ورنہ تو یہ عارضی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ تو نہیں کہا کہ روزے میں، رمضان میں میرا قرب حاصل کرو اس کے بعد جو مرضی کرتے رہو بلکہ جو نیکیاں اختیار کرو ان کو پھر مستقل اپنی زندگیوں کا حصہ بنا لو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آپؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

''اعمال کی کیفیت اللہ تعالیٰ کے حضور سات طرح ہے۔ دو عمل ایسے ہیں جن کے کرنے سے دو چیزیں واجب ہو جاتی ہیں اور دو عمل ایسے ہیں جن کا ان کے برابر ہی اجر ہوتا ہے۔ اور ایک عمل ایسا ہے جس کا دس گنا اجر ہوتا ہے۔ اور ایک عمل ایسا ہے جس کا سات سو گنا اجر ہوتا ہے۔ اور ایک ایسا عمل ہوتا ہے جس کو بجالانے کا اجر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو معلوم نہیں''۔

وہ عمل جن سے دو چیزیں واجب ہوتی ہیں وہ یہ ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے کہ وہ اخلاص کے ساتھ اس کی عبادت کرتا ہو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراتا ہو تو اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے کہ وہ اس کا شریک ٹھہراتا ہو تو اس کے لئے جہنم واجب ہو جائے گی۔ اور جو برا عمل کرے گا اس کو اتنی ہی سزا ملے گی۔ اور جس نے نیکی کرنے کا ارادہ کیا مگر وہ اسے کر نہ سکا تو اسے نیکی کرنے والے کے برابر اجر ملے گا۔ اور جو کوئی نیکی بجالایا تو اسے دس گنا اجر ملے گا۔ اور جس نے اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا اس کے خرچ کردہ درہم اور دینار سات سو گنا بڑھا دیئے جائیں گے۔ اور فرمایا کہ روزہ ایک ایسا عمل ہے جو اللہ عزوجل کی خاطر کیا جاتا ہے اور روزہ رکھنے والے کا اجر صرف اللہ عزوجل کو ہی معلوم ہے۔

(الترغیب و الترہیب ۔کتاب الصوم ۔الترغیب فی الصوم مطلقا......)

تو جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا اس کی جزا میں خود ہوں جتنا چاہے اللہ تعالیٰ بڑھا دے۔ سات سو گنا بتا کر یہ بتا دیا کہ اس سے بھی زیادہ جزا ہو سکتی ہے۔ کیونکہ روزہ دار اپنے اندر ایک انقلابی تبدیلی پیدا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور اس پر جب قائم رہنے کی کوشش کرتا ہے تو پھر یہ سلسلہ ہے جو جزا کا چلتا چلا جاتا ہے۔

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں شعبان کے آخری روز مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''اے لوگو! تم پر ایک عظیم اور بابرکت مہینہ سایہ فگن ہوا چاہتا ہے۔ اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے رکھنے فرض کئے ہیں۔ اور اس کی راتوں کو قیام کرنا نفل ٹھہرایا ہے........... هُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَاَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَاٰخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ ۔ کہ وہ ایک ایسا مہینہ ہے

جس کا ابتدائی عشرہ رحمت ہے اور درمیانی عشرہ مغفرت کا موجب ہے اور آخری عشرہ جہنم سے نجات دلانے والا ہے۔......اور جس نے اس میں کسی روزہ دار کو سیر کیا اسے اللہ تعالیٰ میرے حوض سے ایسا مشروب پلائے گا کہ اسے جنت میں داخل ہونے سے پہلے کبھی پیاس نہ لگے گی۔

(صحیح ابن خزیمہ' کتاب الصیام۔باب فضائل شہر رمضان)

تو یہاں اس بات کی مزید وضاحت بھی ہوگئی کہ اس مہینے کے روزے ایک تو فرض ہیں اس لئے بہانے بازی کوئی نہیں اور دوسرے صرف بھوکے نہیں رہنا بلکہ عبادتوں میں بڑھنا ہے۔ راتوں کو بھی عبادت کے لئے کھڑے ہونا ہے۔ تبھی ان اجروں کے وارث بنیں گے، ان کو حاصل کرنے والے ہوں گے اور اس جنت میں داخل ہونے والے ہوں گے جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے شعبان کے آخری روز خطاب فرمایا اور فرمایا (یہ اسی روایت میں مزید باتیں شامل کی ہوئی ہیں اور ان میں زائد باتیں یہ ہیں):

جو شخص کسی بھی اچھی خصلت کو رمضان میں اپناتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہوجاتا ہے جو اس کے علاوہ جملہ فرائض کو ادا کر چکا ہو۔ اور جس شخص نے ایک فریضہ اس مقدس مہینے میں ادا کیا وہ اس شخص کی طرح ہوگا جس نے ستر فرائض رمضان کے علاوہ ادا کئے۔ اور رمضان کا مہینہ صبر کرنے کا مہینہ ہے اور صبر کا اجر جنت ہے اور یہ مساوات اور اخوت کا مہینہ ہے۔ اور یہ ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کو برکت دی جاتی ہے یعنی بھائی چارے، محبت، ہمدردی، غم خواری کا مہینہ ہے۔ تو صبر ہر لحاظ سے ہونا ضروری ہے۔ یہ صبر کرنے کا مہینہ ہے۔ تو صبر کس طرح ہوا۔ روزہ رکھ کے ہم خوراک کے لحاظ سے بھی صبر کرتے ہیں۔ نفسانی خواہشات کے لحاظ سے بھی صبر کرتے ہیں۔ لوگوں کے رویوں پر خاموش رہنے کے لحاظ سے بھی صبر کرتے ہیں۔ اپنے حق کے مارے جانے پر خاموش رہنے پر بھی صبر کرتے ہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ لڑنا جھگڑنا نہیں ہے۔ اور اس میں یہ حکم ہے کہ لوگوں سے ہمدردی، غمخواری اور درگزر کا سلوک کرنا ہے تو تبھی اس سے فائدہ اٹھایا جائے گا، تبھی اس سے برکتیں حاصل ہوں گی۔ اور اس وجہ سے اس صبر اور ہمدردی کی وجہ سے، ظلم پر خاموش رہنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جہاں روحانی ترقی عطا فرمائے گا وہاں فرمایا کہ دنیاوی رزق میں بھی برکت ڈالے گا۔ جو اللہ تعالیٰ کی خاطر کوئی کام کرتا ہے اللہ تعالیٰ ضرور خود اس کا کفیل ہوجاتا ہے۔

حضرت ابو مسعود غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رمضان کے شروع ہونے کے بعد ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

''اگر لوگوں کو رمضان کی فضیلت کا علم ہوتا تو میری امت اس بات کی خواہش کرتی کہ سارا سال ہی رمضان ہو''۔ اس پر بنوخزاعۃ کے ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے نبی! ہمیں رمضان کے فضائل سے آگاہ کریں۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا ''یقیناً جنت کو رمضان کے لئے سال کے آغاز سے آخر تک مزین کیا جاتا ہے پس جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے تو عرش الٰہی کے نیچے ہوائیں چلتی ہیں۔''

(الترغیب والترھیب' کتاب الصوم' الترغیب فی صیام رمضان۔۔)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

جب رمضان کے مہینے کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف دیکھتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی طرف دیکھتا ہے تو پھر اسے کبھی بھی عذاب نہیں دیتا۔ اور اللہ تعالیٰ ہر روز ہزاروں لاکھوں افراد کو جہنم سے نجات دیتا ہے۔ پس جب رمضان کی 29ویں رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ رمضان کی گزشتہ 28 راتوں کے برابر لوگوں کو بخش دیتا ہے۔

(الترغیب والترھیب۔ کتاب الصوم۔الترغیب فی صیام رمضان)

یہاں اس حدیث میں ہے

وَاِذَا نَظَرَ اللّٰهُ اِلٰى عَبْدٍ لَمْ يُعَذِّبْهُ اَبَدًا.

تو یہاں عَبْد کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ یعنی جو کامل فرمانبردار ہو، اس کی طرف جھکنے والا ہو، اس کی عبادت کرنے والا ہو۔ فرمایا کہ جب میرے ایسے بندے ہوں گے، جب ایک دفعہ میں ان کو اپنی پیار کی چادر میں لپیٹ لوں گا تو پھر انہیں کوئی دشمن نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ بھی انہیں جنتوں کا وارث ٹھہرائے گا۔ اللہ تعالیٰ سب کو حقیقی عبد بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

طبرانی الاوسط میں حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے:

رمضان آ گیا ہے اور اس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے مقفل کر دیئے جاتے ہیں۔ اور شیاطین کو اس میں زنجیروں سے جکڑ دیا جاتا ہے۔ ہلاکت ہو اس شخص کے لئے جس نے رمضان کو پایا اور اس سے بخشا نہ گیا۔ اور وہ رمضان میں نہیں بخشا گیا تو پھر کب بخشا جائے گا۔

(الترغیب والترھیب ۔کتاب الصوم ۔الترغیب فی صیام رمضان)

تو اس سے پہلی حدیث کی بھی مزید وضاحت ہو گئی کہ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام تر ایسے سامان پیدا کر دیئے ہیں جن سے ایک انسان اللہ تعالیٰ کا حقیقی عبد بھی بن سکے پھر بھی اگر وہ عبد نہیں بنتا، رمضان سے فیض نہیں اٹھاتا، اس کی عبادت کرنے والا، اس کے احکامات پر عمل کرنے والا، نیکیوں کو پھیلانے والا نہیں بنتا، تو فرمایا کہ پھر اس پر صرف افسوس ہی کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا کہ اس پر ہلاکت ہے کہ ان تمام سامانوں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے باوجود بھی اپنے آپ کو نہ بخشوا سکا۔ پس اس بخشش کے حصول کے لئے حقوق اللہ اور حقوق العباد کے معیار قائم کرنے ہوں گے، ان کو ادا کرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق دے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''جس شخص نے رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں اور اپنا محاسبہ نفس کرتے ہوئے رکھے۔ اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور اگر تمہیں معلوم ہوتا کہ رمضان کی کیا کیا فضیلتیں ہیں تو تم ضرور اس بات کے خواہشمند ہوتے کہ سارا سال ہی رمضان ہو۔''

(الجامع الصحیح مسند الامام الربیع بن حبیب ۔کتاب الصوم باب فی فضل رمضان)

جو پہلی حدیث میں فرمایا تھا کہ ہزاروں اور لاکھوں کو بخش دے گا اس کی یہاں مزید وضاحت کی گئی ہے کہ روزے ایمان کی حالت میں اگر ہوں گے۔ روزے بھی رکھ رہے ہو گے اور ایمان کی حالت میں رکھ رہے ہو گے، جو رکھنے کا حق ہے وہ ادا کر رہے ہو گے، اپنے نفس کا محاسبہ بھی کر رہے ہو گے، اپنے آپ کو بھی دیکھ رہے ہو گے، یہ نہیں کہ صرف دوسروں کی برائیوں پہ نظر ہو بلکہ اپنا بھی جائزہ لے رہے ہو گے، اللہ تعالیٰ کے خاص بندے بننے والے ہو گے تو پھر برکتوں سے فیض پانے والے ہو گے۔

نضر بن شیبان کہتے ہیں کہ مَیں نے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے کہا کہ آپ مجھے ایسی بات بتایئے جو آپ نے اپنے والد سے سنی ہو اور انہوں نے ماہ رمضان کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست سنی ہو۔ ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہا کہ ہاں مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ''اللہ تبارک وتعالیٰ نے رمضان کے روزے رکھنا تم پر فرض کئے اور میں نے تمہارے لئے اس کا قیام جاری کر دیا ہے۔ پس جو کوئی ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے اس میں روزے رکھے وہ گناہوں سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے اس کی ماں نے اسے جنم دیا ہو'' یعنی بالکل معصوم بچے کی طرح۔

(سنن نسائی ۔کتاب الصیام باب ذکر اختلاف یحی بن ابی کثیر و النضر بن شیبان فیه)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''روزہ ایک ڈھال اور آگ سے بچانے والا ایک مضبوط قلعہ ہے۔''

(مسند احمد بن حنبل جلد 2صفحہ 402مطبوعہ بیروت)

یہ قلعہ تو ہے لیکن اس ڈھال کے پیچھے اور اس قلعہ کے اندر کب تک اس قلعے میں حفاظت ہوتی رہے گی، کب تک محفوظ رہو گے اس کی وضاحت ایک اور روایت میں کر دی کہ جب تک اس کو جھوٹ یا غیبت کے ذریعے سے پھاڑ نہیں دیتے۔ تو رمضان میں روزوں کی جو برکتیں ہیں اسی وقت حاصل ہوں گی جب یہ چھوٹی چھوٹی برائیاں بھی جو بعض بظاہر چھوٹی لگ رہی ہوتی ہیں، آدمی معمولی سمجھ رہا ہوتا ہے ہر قسم کی برائیاں بھی ختم نہیں کرتے۔ ان میں بہت بڑی برائی جو ہے جس کو آدمی محسوس نہیں کرتا وہ جھوٹ ہے۔ اگر جھوٹ بول رہے ہو تو اس ڈھال کو پھاڑ دیتے

ہو۔لوگوں کی غیبت کر رہے ہو چغلیاں کر رہے ہو، پیچھے بیٹھ کے ان کی باتیں کر رہے ہو تو یہ بھی تمہارے روزے کی ڈھال کو پھاڑنے والی ہیں۔تو روزہ اگر تمام لوازمات کے ساتھ رکھا جائے تو ڈھال بنے گا۔ورنہ دوسری جگہ فرمایا پھر تو یہ روزہ صرف بھوک اور پیاس ہی ہے جو آدمی برداشت کر رہا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں روزے کو تمام شرائط کے ساتھ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور خالصتہً اللہ تعالیٰ کی خاطر روزے رکھنے والے ہوں نہ کہ دنیا کے دکھاوے کے لئے۔کوئی نفس کا بہانہ ہمارے روزے رکھنے میں حائل نہ ہو اور اس مہینے میں اپنی عبادتوں کو بھی زندہ کرنے والے ہوں۔اللہ توفیق دے۔اور جب نیکیوں کے راستے پر اس رمضان میں چلیں یہ بھی اس رمضان میں دعائیں کرتے رہنا چاہئے کہ نیکیاں رمضان کے ختم ہونے کے ساتھ ختم نہ ہو جائیں بلکہ ہمیشہ ہماری زندگیوں کا حصہ بنی رہیں۔اور ہم میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کے پیاروں میں شامل ہو، اس کا پیار حاصل کرنے والا ہو اور ہمیشہ اس کے پیار کی نظر ہم پر پڑتی رہے۔اور یہ رمضان ہمارے لئے، جماعت کے لئے غیر معمولی فتوحات لانے والا ہو۔اللہ کرے ایسا ہی ہو۔

اب میں یو۔کے۔کی جماعت کے لئے چند باتیں مختصراً کہنا چاہتا ہوں۔گزشتہ دنوں میں مَیں نے چند شہروں کا دورہ کیا تھا جس میں برمنگھم کی مسجد کا افتتاح بھی ہوا۔بریڈفورڈ کی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا، یہ پلاٹ انہوں نے بڑی اچھی جگہ لیا ہے پہاڑی کی چوٹی پہ ہے، نیچے سارا شہر نظر آتا ہے۔پلاٹ اتنا بڑا نہیں ہے لیکن امید ہے تعمیر کے بعد اس میں کافی نمازیوں کی گنجائش ہو جائے گی۔Covered ایریا یہ زیادہ کرلیں گے۔

پھر ہارٹلے پول کی مسجد کا سنگ بنیاد رکھا، یہ بھی اچھی خوبصورت جگہ ہے لیکن یہاں جماعت چھوٹی ہے اور اب کچھ تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔بڑے عرصے سے تو چند مقامی لوگ تھے۔اسائلم لینے والے بھی اب وہاں گئے ہیں لیکن ان لوگوں کی ابھی کوئی خاص آمدنی نہیں ہے۔اور انہوں نے انشاءاللہ تعالیٰ مسجد بنانی ہے۔مسجد کا نقشہ بنیادی پلان بڑا خوبصورت ہے۔ڈاکٹر حمید خان صاحب مرحوم نے اس بارے میں کافی کوشش کی تھی کہ وہاں مسجد بنے۔پلاٹ وغیرہ لینے میں ان کی کافی ہمت اور مدد رہی آخر دم تک وہ اس کے لئے کوشش کرتے رہے۔اللہ تعالیٰ ان کو جزا دے اور درجات بلند فرمائے۔اب جب مَیں نے وہاں پوچھا کہ مسجد بنا رہے ہیں تو رقم کی وجہ سے وہ اس کا نقشہ کچھ چھوٹا کرنا چاہتے تھے۔مَیں نے انہیں کہا ہے کہ رقم کی وجہ سے نقشہ چھوٹا نہیں کرنا۔اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا انشاءاللہ تعالیٰ۔

لیکن مجھے امیر صاحب نے سفر میں بتایا کہ کسی وقت میں انصاراللہ یو۔کے۔نے (یادداشت سے ہی بتایا تھا کوئی معین نہیں تھا۔اب پتہ نہیں ابھی تک معین کیا ہے کہ نہیں)۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ؒ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہارٹلے پول میں ہم انصاراللہ مسجد بنائیں گے۔اگر کیا تھا تو ٹھیک ہے اس کو پورا کریں۔اور اگر نہیں بھی کیا تو اب میں یہ کام انصاراللہ یو۔کے۔کے سپرد کر رہا ہوں کہ انہوں نے وہاں انشاءاللہ مقامی لوگوں کی جس حد تک مدد ہو سکے کرنی ہے اور یہ جو اصل بنیادی نقشہ ہے اس کے مطابق مسجد بنانی ہے۔اس مسجد پہ تقریباً پانچ لاکھ پونڈ کا اندازہ خرچ ہے۔تو انصاراللہ نے کس طرح پورا کرنا ہے وہ اپنا پلان کرلیں اور کمر ہمت کس لیں۔بہر حال ان کو مدد کرنی ہوگی۔وہاں جماعت بہت چھوٹی سی ہے۔

اور پھر بریڈفورڈ میں تقریباً جو اِن کا اندازہ ہے 1.6 ملین یا 16 لاکھ پاؤنڈ کا (اگر میں صحیح ہوں اور یادداشت ٹھیک ہے) تو وہاں کافی بڑی مسجد بن جائے گی۔گو کہ وہاں کاروباری لوگ کافی ہیں اور مجھے امید ہے وہ اپنے ذرائع سے کافی حد تک جلدی اکٹھے کر کے مسجد مکمل کرلیں گے لیکن ہو سکتا ہے کچھ سستی ہو جائے۔بعض وعدے کرتے ہیں پورے نہیں کر سکتے۔بعض مجبوریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔تو ان کی مدد کے لئے خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماءاللہ یو۔کے۔کے ذمہ میں ڈالتا ہوں کہ یہ بھی ان کی مدد کریں اور یہ اس علاقے میں ایک بڑا اچھا وسیع جماعت کا منصوبہ ہے جو مجھے امید ہے جماعت کی وسعت کا باعث بنے گا۔وہاں اس کے لئے وہ بھی ان میں کچھ حصہ ڈالیں۔اور لجنہ ہمیشہ قربانیاں کرتی رہی ہے۔یہاں بیت الفضل ہے اس کے لئے بھی لجنہ نے ہی رقم اکٹھی کی تھی جو پہلے برلن مسجد کے لئے تھی پھر بعد میں بیت الفضل میں استعمال ہوئی۔تو یو۔کے۔کی لجنہ کو اس بارے میں کوشش کرنی چاہئے۔کیونکہ میری خواہش ہے کہ یہ دونوں مساجد ایک سال کے اندر اندر مکمل ہو جائیں، انشاءاللہ۔

اللہ تعالیٰ توفیق دے تو اس رمضان میں دعاؤں اور قربانی کے جذبے کے ساتھ اس طرف بھی توجہ دیں اور کوشش کریں۔اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے۔

رمضان

فرمودات خلفاء حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت حکیم نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جس قدر احکام شرع اسلام میں مقرر ہیں ان میں اسرار عجیبہ اور لطائف غریبہ غور کرنے سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ مثلاً یہاں پر جو شَھْرِ رَمَضَان واسطے صیام کے اللہ تعالیٰ کے کلام میں مخصوص فرمایا گیا اس میں ایک عجیب سرّ یہ ہے کہ یہ مہینہ آغاز سنہ ہجری سے نواں (9) مہینہ ہے۔ یعنی 1۔محرم، 2۔صفر، 3۔ ربیع الاول، 4۔ربیع الثانی، 5۔جمادی الاول، 6۔جمادی الثانی، 7۔رجب، 8۔شعبان، 9۔رمضان۔ اور ظاہر ہے کہ انسان کی تکمیل جسمانی شکمِ مادر میں نو ماہ میں ہوتی ہے اور عدد نو کا فی نفسہٖ بھی ایک ایسا سہل عدد ہے کہ باقی اعداد اسی کے احاد سے مرکب ہوتے چلے جاتے ہیں۔ لاغیر۔ پس اس میں اشارہ اس امر کی طرف ہوا کہ انسان کی روحانی تکمیل بھی اسی نویں مہینے رمضان ہی میں ہونی چاہئے۔ اور وہ بھی اس تدریج کے ساتھ کہ آغاز شہور ہجری سے ہر ایک ماہ میں ایام بیض وغیرہ کے روزے رکھنے سے بتدریج تصفیہ قلب حاصل ہوتا رہا......

حتی کہ نواں مہینہ رمضان شریف کا آ گیا تو اس کے لئے یہ حکم ہوا کہ

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ

(البقرۃ:186)

یہاں تک کہ مومن متبع کو روزے رکھتے رکھتے آخر عشرہ رمضان شریف کا بھی آ گیا۔ پس اب تو ظلمات جسمانیہ اور تکدرات ہیولانیہ سے پاک وصاف ہو گیا تو عالم ملکوت کی تجلیات بھی اس کو ہونے لگیں اور طاق تاریخوں میں مکالمات الٰہیہ کا مورد ہو گیا اور یہی حقیقت ہے

لَيْلَةُ الْقَدْرِ کی جو آخری عشرہ میں ہوتی ہے۔ اور اس کے لئے شارع اسلام نے تعیین لیلۃ القدر کی 27 شب مقرر فرما دی کیونکہ درصورت 29 دن ہونے شَھْرِ رَمَضَان کے وہی 27 شب آخری طاق شب ہو جاتی ہے۔ جس میں تکمیل روحانی انسان متبع کے حاصل ہو سکتی ہے۔

اس لئے یہ شب 27 کی ایک عجیب مبارک شب ہے جس میں قرآن مجید بھی نازل ہوا۔ کما قال اللہ تعالیٰ:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۔ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۔ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ

(القدر:2-4)

ایضاً قال اللہ تعالیٰ

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ

(الدخان:4)

اور چونکہ یہ شب مبارک اور لیلۃ القدر دونوں رمضان شریف ہی میں ہوتی ہیں لہٰذا ان تینوں آیتوں میں کوئی اختلاف بھی باقی نہیں رہا۔

اور اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ میں ضمیر مذکر غائب کا مرجع اس لئے مذکور نہیں ہوا ہے کہ جملہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ حضرت خاتم النبیین ﷺ کے اشد درجہ منتظر تھے کیونکہ تمام کتب میں آپ کی بشارات اور صفات حمیدہ موجود تھیں۔ اور اب تک

موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ کا کلام آپ کے منہ میں ڈالا جانا بھی بائبل میں اب تک پایا جاتا ہے''۔

(خطبات نور صفحہ 231-232)

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

جب روزہ دار روزوں میں بھوک پیاس کی شدت برداشت کرتے ہیں تو ان میں غرباء اور مساکین کی خبر گیری کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ اس ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے یہ پُر حکمت نقطہ بیان فرمایا:

''درحقیقت یہ قومی ترقی کا ایک بہت بڑا گر ہے کہ انسان اپنی چیزوں سے دوسروں کو فائدہ پہنچائے۔ تمام قسم کی تباہیاں اسی وقت آتی ہیں جب قوم کے افراد میں یہ احساس پیدا ہو جائے کہ ان کی چیزیں ان ہی کی ہیں دوسروں کا ان میں کوئی حق نہیں۔ ان سے فائدہ اٹھانے کا ان ہی کا حق ہے جن کو وہ چیزیں دی گئی ہیں۔ دنیا کے نظام کی بنیاد اس اصل پر ہے کہ میری چیز دوسرا استعمال کرے۔ رمضان اسی کی عادت ڈالتا ہے۔ روپیہ ہمارا ہے، کھانے پینے کی چیزیں ہماری ہیں مگر حکم ہے دوسروں کو ان سے فائدہ پہنچاؤ۔۔۔روزوں کے ذریعہ غرباء کو یہ نکتہ بتایا گیا ہے کہ ان تنگیوں پر بھی بے صبرے اور ناشکرے نہ ہوں۔۔۔ پس اللہ تعالیٰ نے روزوں کو غرباء کی تسکین کے لئے بنایا ہے تا کہ وہ مایوس نہ ہوں اور یہ نہ کہیں کہ ہماری فقر و فاقہ کی زندگی کس کام کی۔ اللہ تعالیٰ نے روزہ میں انہیں یہ گر بتایا کہ اگر وہ اس فقر فاقہ کی زندگی کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق گزاریں تو یہی انہیں خدا تعالیٰ سے ملا سکتی ہے۔

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 377-378)

حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

''یہ مہینہ رحمتوں کو لٹانے کا ہے۔ خدا آسمان سے زمین پر اس لئے آیا ہے کہ اس کے فضلوں کو اس کی برکتوں کو اور اُس کی رضا کو پائیں اس کی خوشنودی حاصل کریں۔ پس اس مہینہ سے جتنا زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکتے ہو اٹھاؤ۔ اس مہینہ میں تم جتنی خدا تعالیٰ کی رضا پا سکتے ہو اس کے پانے کی کوشش کرو۔ اپنے دنوں کو بھی اپنی راتوں کو بھی ایسے دن اور ایسی راتیں بناؤ کہ جو دن اور راتیں تمہارے خدا کو محبوب بن جائیں۔ پھر عاجزی کے ساتھ دعائیں کرتے رہو کہ اے خدا ان کاموں کی ہمیں توفیق دے جن کے نتیجے میں تو خوش ہو جائے اور ان کاموں سے بچا جن کاموں کے نتیجہ میں تو ہم سے ناراض ہوتا ہے۔ شیطان تیرے در کا کتا ہے تو خود اس کو زنجیر ڈال کہ وہ ہم پر حملہ آور نہ ہو اور ہمیں نقصان نہ پہنچائے۔ کیونکہ اپنی طاقت اور اپنے زور کے ساتھ ہم اس کے حملوں سے اپنے آپ کو محفوظ نہیں رکھ سکتے۔''

(روزنامہ الفضل 13 نومبر 2003)

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا:

''وہ لوگ جو خدا کی خاطر کسی کو خوش کرنا چاہتے ہیں ان کو چاہئے کہ ڈھونڈیں ایسے لوگ جن کا کھانے پینے کا معیار روزمرہ کا اتنا اونچا نہیں جتنا ان کا ہے۔ اور وہ اگر ان کو بھیج دیں تو۔۔۔ وہ اپنے جیسے دولتمندوں میں دولت کے چکر لگانے کے مترادف نہیں رہے گا۔ پس افطاریوں میں بھی بہتر یہی ہے کہ آپ اپنے ہمسایوں کو دیکھیں، ارد گرد جگہ تلاش کریں اور روزمرہ واقف جو آپ کے دکھائی دیتے ہیں ان کو بھیجیں مگر صدقے کے رنگ میں نہیں۔ کیونکہ افطاری کا تعلق محبت بڑھانے سے ہے اور رمضان کے مہینے میں اگر آپ کچھ کھانا بنا کے بھیجتے ہیں تو طبعی طور پر محبت بھی بڑھتی ہے اور دعا کی طرف بھی توجہ پیدا ہوتی ہے۔ اگر آپ اس عزت اور احترام سے چیزیں کسی غریب کو یا ایسے شخص کو جو نسبتاً غریب ہے کہ اس میں محبت کا پہلو غالب ہو اور صدقے کا کوئی عنصر بھی شامل نہ ہو تو یہ وہ افطاری ہے جو آپ کے لئے باعثِ ثواب بنے گی اور آپ کے حالات بھی سدھارے گی اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس طرح اوپر کے اور نچلے طبقوں کے درمیان آپس میں محبت پہلے سے زیادہ مضبوط ہو جاتی ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17/جنوری 1997)

آپؒ نے ایک مومن کے لئے ''سچی عید'' کیا ہوتی ہے؟ کی وضاحت کرتے ہوئے ایک اور موقع پر فرمایا:

''اور آئندہ عید میں بھی میرا وہ پیغام یاد رکھیں کہ آپ کی سچی عید تب ہوگی جب آپ غریبوں کی عید کریں گے۔ان کے دکھوں کو اپنے ساتھ بانٹیں گے۔ان کے گھر پہنچیں گے، ان کے حالات دیکھیں گے، ان کی غریبانہ زندگی پر ہوسکتا ہے آپ کی آنکھوں سے کچھ رحمت کے آنسو برسیں۔کیا بعید ہے کہ وہی رحمت کے آنسو آپ کے لئے ہمیشہ کی زندگی سنوارنے کا موجب بن جائیں۔ہوسکتا ہے کہ آپ کو پہلے علم نہ ہو کہ غریب کیا ہے اس وقت پتہ چلے اور آپ کے اندر ایک عجیب انقلاب پیدا ہو جائے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 16/فروری 1996، الفضل انٹرنیشنل 5/اپریل 1996)

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ماہِ رمضان کی فضیلت اور اس میں کی گئی دعاؤں کی قبولیت کے بارہ میں فرمایا:

''اس یقین کے ساتھ جب ہم دعائیں مانگیں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ سنے گا۔یہ نہیں کہ منہ سے تو کہہ دیا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر مکمل یقین ہے اور ایمان ہے لیکن جو اس کے احکامات ہیں ان پر عمل نہ ہو۔نمازیں سال کے سال صرف رمضان میں پڑھنے کی کوشش کی جارہی ہو یا کی جائیں۔اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، بہت فضل ہے جماعت پر کہ دوسروں کے مقابلے میں جماعت کی ایک بڑی تعداد نمازیں ادا کرنے والی ہے، نمازیں پڑھنے والی ہے۔لیکن باجماعت نمازوں کی طرف ابھی بہت زیادہ ضرورت ہے۔اس میں ابھی بہت کمی ہے۔

تو یہ رمضان ہمیں ایک دفعہ پھر موقع دے رہا ہے کہ ہم خدا کے آگے جھکیں جس طرح جھکنے کا حق ہے۔اس کی عبادت کریں، جس طرح عبادت کرنے کا حق ہے تو اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کا یقیناً جواب دے گا۔اور یہ عہد کریں کہ آئندہ ہم **ان عبادتوں کو ہمیشہ زندہ رکھیں گے۔اگر یہ ہو جائے تو اس سے ہم انشاء اللہ تعالیٰ جماعت کی سالوں میں ہونے والی ترقیات کو دنوں میں واقع ہوتے دیکھیں گے۔** اس لئے میں پھر یہی کہوں گا کہ اپنی عبادتوں کو زندہ کریں۔دوسروں کے پاس دعائیں کروانے کی بجائے (بعض لوگوں کو عادت ہوتی ہے کہ اپنا اپنا ایک حلقہ بنایا ہوا ہے، وہاں دعائیں کروانے کے لئے جاتے ہیں، اور خود توجہ نہیں ہوتی)۔خود اللہ تعالیٰ کی ذات کی قدرتوں کا تجربہ حاصل کریں۔۔۔پس ہر احمدی کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اپنی زبانیں تر رکھیں اور یہ کوشش ہونی چاہئے کہ ہمارا ہر فعل اور ہر عمل اور اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھنے والا ہر قدم ایسا ہو جس سے اللہ تعالیٰ دوڑ کر ہمارے پاس آئے اور ہمیں اپنے پیار کی چادر میں لپیٹ لے۔''

(اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ 22/ اکتوبر 2004)

آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے کی ہدایت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''ہر احمدی کو آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے پر بہت زیادہ توجہ دینی چاہئے۔یہی وسیلہ ہے جس سے اب ہمارے ذاتی فیض بھی اور جماعتی فیض اور برکات اور ترقیات وابستہ ہیں۔۔۔جمعہ کے دن آنحضرت ﷺ نے اپنے پر درود بھیجنے کی مومنوں کو خاص طور پر تاکید فرمائی ہے جیسا کہ اس حدیث میں آتا ہے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تمہارے بہترین ایام میں سے ایک جمعہ کا دن ہے۔اسی روز آدم پیدا کئے گئے، اسی روز انہیں وفات دی گئی۔اسی دن نفخِ صُور ہوگا اور اسی روز غشی ہوگی۔پس اسی روز تم مجھ پہ کثرت سے درود بھیجا کرو۔تمہارا درود مجھ تک پہنچایا جائے گا۔راوی کہتے ہیں کہ اس پر صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب آپ کا وجود بوسیدہ ہو چکا ہوگا یعنی کہ جسم مٹی بن گیا ہوگا اس وقت ہمارا درود آپ کو کیسے پہنچایا جائے گا۔فرمایا: اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے وجودوں کو زمین پر حرام کر دیا ہے۔(سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الجمعۃ)

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5/ستمبر 2003)

رمضان کا بابرکت مہینہ

مولانا سیّد شمشاد احمد ناصر صاحب

دنیا کے تمام مسلمان اس وقت ایک بابرکت مہینہ کے انتظار میں ہیں۔اس بابرکت مہینہ کو اسلامی دنیا میں "رمضان المبارک" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔اسلامی کیلنڈر کے مطابق رمضان کا مہینہ نواں مہینہ ہے اور ہر سال گزشتہ سال کی نسبت 10,9 دن پہلے آتا ہے کیونکہ اسلامی مہینے چاند کی تاریخوں یعنی اسکے نکلنے پر شروع ہوتے ہیں۔

روزہ

روزہ کیا ہے؟ اسلام کی بنیاد 5 ارکان پر ہے اور ان میں سے ایک اہم رکن روزہ ہے۔یہ بھی ایک عبادت ہے جس طرح انسان دوسری عبادتیں مثلاً نماز اور حج وغیرہ ادا کرتا ہے اسی طرح مسلمانوں پر سال میں ایک مرتبہ ایک مہینہ روزے رکھنے فرض قرار دیئے گئے ہیں کیونکہ روزوں سے انسان کے اندر قوتِ برداشت پیدا ہوتی ہے اور انسان اپنے نفس کی اصلاح بھی کرتا ہے۔

اسلامی اصطلاح میں روزہ طلوعِ فجر سے (صبح صادق) لے کر غروبِ آفتاب تک عبادت کی نیت سے کھانے پینے، لغو کاموں اور جماع کرنے سے باز رہنے کا نام ہے۔

جو شخص روزہ رکھے لیکن پھر بھی لغو کام کرے، جھوٹ بولے، دھوکہ دے اس کا روزہ روزہ نہ ہوگا۔

بانیٔ اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

’’مَنْ لَمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَیْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِیْ اَنْ یَدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ‘‘

(بخاری کتاب الصوم باب من لم یدع قول الزور والعمل بہ)

ترجمہ:۔ جو شخص جھوٹ بولنے اور جھوٹ پر عمل کرنے سے اجتناب نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں یعنی اس کا روزہ رکھنا بیکار ہے۔

یعنی جب انسان روزہ کے مقصد اور غرض وغایت سے غافل ہے تو پھر وہ اپنے آپ کو صرف بھوکا اور پیاسا ہی رکھتا ہے جس کی خدا کو قطعاً ضرورت نہیں ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور موقعہ پر ارشاد فرمایا:۔

’’روزہ صرف کھانے پینے سے رکنے کا نام نہیں بلکہ ہر قسم کی بے ہودہ باتیں اور فحش بکنے سے رُکنے کا مفہوم بھی اس میں شامل ہے۔پس اے روزہ دار! اگر کوئی شخص تجھے گالی دے یا غصہ دلائے تو تو اسے کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔جو شخص روزہ دار ہونے کے باوجود گالی گلوچ کرتا ہے تو اس کا روزہ صرف بھوکا پیاسا رہنا ہے جس سے اسے کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔‘‘

رمضان کا مقصد

رمضان المبارک میں اور جب بھی رمضان کے علاوہ انسان نفلی روزہ رکھتا ہے تو اس کا مقصد نفس کی اصلاح ہے۔کیونکہ جب انسان اللہ تعالیٰ کی خاطر دنیاوی آرام، دنیاوی لذّات اور خواہشات کو ترک کرتا ہے تو اسے اپنے نفس کو نیکی پر قائم رکھنے کی زیادہ قوت ملتی ہے لیکن یہ امر یاد رکھنا چاہیئے کہ روزہ سے اصل غرض بھوکا پیاسا رہنا نہیں ہے۔اگر بھوکے پیاسے رہنے سے خدا کی جنت مل جاتی تو پھر ہر شخص اس جنت کو لینے کی کوشش کرتا کیونکہ بھوکا پیاسا رہ کر مرجانا یہ کوئی مشکل بات نہیں۔جو مشکل بات ہے وہ روحانی اور اخلاقی تبدیلی ہے۔آپ نے دیکھا بھی ہوگا، سنا بھی ہوگا اور خبروں میں پڑھا بھی ہوگا کہ لوگ اپنے حقوق منوانے کے لئے بھوک ہڑتال کر لیتے ہیں۔پس بھوکا پیاسا رہنا کوئی بڑی بات نہیں اور نہ ہی یہ رمضان کا مقصد ہے۔

پس روزے سے غرض یہ ہے کہ انسان کا نفس پاک ہو جائے، اسکے دل پر خدا کے نور کی تجلّی پڑے اور پھر اس سے انسان کو جسمانی، اخلاقی، روحانی اور معاشرتی فائدہ بھی پہنچتا ہے۔ جسطرح کھانا کھانے سے انسان کے جسم کو طاقت اور قوت ملتی ہے اسی طرح روزہ رکھنے سے انسان کی روح کو طاقت اور قوت نصیب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے:۔

”وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌلَّكُمْ“

(البقرة:185)

یعنی اگر تم روزہ رکھ ہی لیا کرو تو اس میں تمہارے لئے بڑی خیر ہے۔

روزہ رکھنے سے انسان کو جسمانی فائدہ بھی ہوتا ہے یعنی اس ذریعہ سے وہ جسمانی تکالیف اور مشکلات برداشت کرنے کا عادی ہو جاتا ہے۔ اُس میں قوتِ برداشت پیدا ہو جاتی ہے، صبر پیدا ہو جاتا ہے اور پھر ڈاکٹری نقطہء نگاہ سے دیکھا جائے تو کم کھانے سے صحت برقرار رہتی ہے اور اس نقطہ کو 1400 سال قبل بانی اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بیان فرمایا:

”صوموا تصحّوا“

یعنی روزہ رکھا کرو اس سے صحت ہوتی ہے۔

گویا روزہ صحتِ جسمانی کا ضامن بن جاتا ہے اور روحانی لحاظ سے اس کا یہ فائدہ ہے کہ اس سے انسان برائیوں سے بچتا ہے۔ اس سے پاکیزگی پیدا ہوتی ہے۔ نیک چلنی، خوش خلقی اور دیانت و امانت کا پاس رکھنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ پھر ایک اور بڑا فائدہ روزہ سے انسان کو یہ ہوتا ہے کہ اس سے غرباء کی تکالیف کا احساس ہوتا ہے اور اسی سے پھر اُن کی مدد کرنے کے لئے دل میں احساس پیدا ہوتا ہے۔

روزہ رکھنے کا ثواب، فضیلت اور اہمیت

روزہ رکھنے کے ثواب، فضیلت اور اہمیت کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات آپ کے سامنے رکھتا ہوں:

1۔ حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

”ابن آدم کا ہر نیک عمل بڑھا دیا جاتا ہے یعنی دس گنا سے سات سو گنا تک وہ اجر پاتا ہے مگر روزوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزے میرے لئے ہیں اور میں خود اسکی جزا دیتا ہوں (یا میں اسکی جزا بن جاتا ہوں) کیونکہ روزہ دار اپنی خواہشات اور اپنا کھانا پینا میرے لئے چھوڑتا ہے۔“

2۔ روزہ اتنی مبارک عبادت ہے کہ اس میں روزہ دار کی ہر حرکت وسکون عبادت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

صمت الصائم تسبیحٌ و نومُہٗ عبادۃٌ وَدُعَاؤُہٗ مستجابٌ وعملہ مضاعفٌ.

(کنز العمال)

ترجمہ:۔ روزے دار کا خاموش رہنا بھی اس کے لئے عبادت بن جاتا ہے۔ اسکی نیند بھی اسکی عبادت شمار ہوگی اور اسکی دعائیں مقبول ہوں گی اور اس کے عمل کی جزا بڑھا دی جائے گی۔

3. پھر بخاری اور مسلم میں یہ حدیث بھی رمضان کے فضائل میں درج ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَاجَآ ءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّیَاطِیْنُ.

(بخاری کتاب الصوم باب ھل یقال رمضان او شھر رمضان)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سمجھا دیا کہ جہاں جہاں اور جس جس وجود میں رمضان کا مہینہ داخل ہو گیا وہ وجود نورانی بن جاتا ہے اور اس کے لئے جنت کے دروازے کُھل جاتے ہیں اور اس کے لئے دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور شیطان کو بھی زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے لیکن اگر کوئی شخص رمضان کی آمد

سے فائدہ نہ اٹھائے تو اس پر اس حدیث کا اطلاق نہیں ہوتا۔

4۔ایک حدیث میں آتا ہے کہ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو شخص بڑے ہی بد قسمت ہیں ایک وہ کہ جس نے اپنے ماں باپ کو پایا اور پھر اُن کی خدمت نہ کی۔ اور اسطرح وہ جنت میں نہ جا سکا۔ دوسرے وہ شخص کہ رمضان جس کی زندگی میں آیا اور اس نے رمضان کی قدر نہ کی۔ یعنی روزہ اس کی شرائط کے مطابق نہ رکھا اور اس طرح اس کے گناہ نہ بخشے گئے۔

5۔ بخاری کتاب الصوم میں یہ حدیث بھی درج ہے۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ احْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ.

(بخاری "کتاب الصوم۔ باب فضل من قام رمضان صفحہ 260/1' مسلم)

جس نے رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے رکھے، اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

6۔ایک حدیث میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم مومنوں کی ایک تمنا کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

لَو یَعْلَمُ الْعِبَادُ مَا فِیْ رَمَضَانَ لَتَمَنَّتْ اُمَّتِیْ اَنْ یکون رمضان السنة کلّها.

اگر لوگ جان لیں کہ رمضان کے کس قدر فوائد ہیں تو پھر میری امت یہ تمنا کرتی کہ رمضان پورا سال جاری رہے۔

پس رمضان تو آ گیا ہے اب اس کی قدر کرنا یا نہ کرنا ہر انسان کا اپنا فعل ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اسکے پیارے حبیب محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلم نے تو اس کی برکات، ثواب اور فضیلت کو کھول کر بیان کر دیا ہے۔

7۔ایک اور حدیث میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

وَھُوَ شھر اوّلُهٗ رحمةٌ وَاوسطه مغفرة و آخره عتق من النار و من خَفّفعن مملوکه فیه غفر الله و اعتقه من النار.

(مشکوٰۃ)

''یہ ایسا مہینہ ہے جس کا پہلا حصہ رحمت ہے، درمیانہ حصہ مغفرت اور آخری حصہ جہنم سے آزادی ہے۔ اس مہینہ میں جو شخص اپنے خادم کے کام میں تخفیف کرے گا اللہ تعالیٰ اسے بخشش عطا فرمائے گا اور جہنم سے آزادی بخشے گا۔''

8۔ایک اور حدیث ہے: آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَامَ یو ماً فی سبیل الله باعد الله وَجْهَهٗ من جهنم سبعین عاماً.

(نسائی)

جس نے ایک دن بھی اللہ کی راہ میں روزہ رکھا، اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو جہنم سے ستر سال دور کر دے گا۔

روزہ کس پر فرض ہے؟

رمضان کے روزے ہر بالغ، عاقل، تندرست، مقیم مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہیں۔ مسافر اور بیمار کو روزہ نہ رکھنے کی رعایت ہے۔ یعنی جب تک انسان سفر میں ہو اور جب تک بیمار ہو وہ روزہ نہ رکھے بلکہ رمضان گزرنے کے بعد اگلے رمضان کے آنے سے پہلے پہلے وہ چھٹے ہوئے روزے رکھیں۔ اور اس کی گنتی پوری کریں۔ مستقل بیمار اور مریض، کمزور اور ناتواں ضعیف جن کو رمضان گزرنے کے بعد بھی روزہ رکھنے کی طاقت نہ ملے، اسی طرح دودھ پلانے والی مائیں اور حاملہ خواتین بھی معذور کے زُمرے میں آئیں گی اور پھر وہ سب حسبِ توفیق روزوں کے بدلہ میں فدیہ ادا کریں۔

روزہ کب رکھنا چاہیئے؟

جب تک رمضان کا چاند نظر نہ آئے روزے شروع نہیں کرنے چاہئیں۔ یہ رؤیت نظری بھی ہوسکتی ہے اور علمی بھی۔ رؤیت علمی کی دو صورتیں ہیں: ایک تو یہ کہ شعبان کے پورے 30 دن گزر چکے ہوں یا پھر باتفاق علماء امت ایسا حسابی کیلینڈر بنا لیا جائے جس میں چاند نکلنے کا پورا پورا حساب ہو اور غلطی کا امکان نہ رہے۔
ریڈیو اور ٹی وی پر چاند نکلنے کی خبر درست سمجھی جائے گی۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ جگہ جہاں چاند دیکھا گیا ہو اور جہاں خبر پہنچی ہو دونوں کا افق اور مطلع ایک ہو ورنہ یہ خبر قابل عمل نہ ہوگی مثلاً پاکستان یا ہندوستان یا بنگلہ دیش، ایران وغیرہ میں چاند نظر آگیا ہو تو اسکی ٹی وی پر خبر امریکہ میں روزہ رکھنے کے لئے نہیں ہوگی۔ یا یہاں امریکہ میں چاند نظر آجائے تو پھر پاکستان اور اُدھر کے ممالک یہاں کے چاند کی خبر پر روزہ نہ رکھیں گے کیونکہ ہر دو کے اُفق اور مطلع الگ الگ ہیں۔

روزہ رکھنے کے لئے نیت ضروری ہے

یہ بھی ضروری ہے کہ جس شخص نے روزہ رکھنا ہے اسے روزہ رکھنے کی نیت بھی کرنی چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

مَنْ لَّمْ يَجْمَعِ الصَّوْمَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَا صِيَامَ لَهٗ

(ترمذی کتاب الصوم لا صیام لمن لم یعزم من الیل)

جو صبح سے پہلے روزے کی نیت نہ کرے اس کا کوئی روزہ نہیں۔

نیت کرنے کے لئے کوئی معین الفاظ زبان سے ادا کرنے ضروری نہیں ہیں۔ نیت دراصل دل کے ارادے کا نام ہے۔

روزہ رکھنے اور افطار کرنے کا وقت

اللہ تعالیٰ نے جہاں مسلمانوں کو روزہ رکھنے کی تلقین فرمائی وہاں اس کے وقت سے بھی آگاہ کر دیا۔

سورۃ البقرۃ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ

(البقرۃ:188)

کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہیں صبح کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے الگ نظر آنے لگے۔ اس کے بعد صبح سے رات تک روزوں کی تکمیل کرو۔

موجودہ زمانہ میں طلوعِ فجر یعنی صبح صادق کا اندازہ بذریعہ گھڑی اس طرح لگایا جاسکتا ہے کہ سورج نکلنے سے ایک گھنٹہ 22 منٹ پہلے کا وقت روزہ کے شروع کرنے کا وقت ہے۔ یعنی سورج نکلنے سے ایک گھنٹہ 22 منٹ سے پہلے پہلے انسان سحری یعنی روزہ کے لئے کھانا کھالے۔ اور جب سورج نکلنے میں ایک گھنٹہ 22 منٹ رہ جائیں تو کھانا پینا بند کر دیں اور روزہ شروع کر دیں اور غروبِ آفتاب کے وقت روزہ افطار کریں۔ روزہ افطار کرنے میں بھی بلاوجہ دیر نہیں کرنی چاہیئے یعنی روزہ دیر سے کھولنے کو اسلام میں پسند نہیں کیا گیا۔

سحری کھانا

روزہ رکھنے سے قبل کھانا کھانا بھی سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اسلئے سحر کے وقت روزہ رکھنے کے لئے کھانا کھانے کو سحری کہا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سحری ضرور کھایا کرو کیونکہ اس کے کھانے میں برکت ہے۔
اور پھر جب انسان تمام دن روزہ کو مکمل کرے اور شام کا وقت ہو اور وہ روزہ افطار کرنے لگے تو پھر دعا سے افطار کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دعا بھی سکھائی جو یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ

(ابو داؤد باب القول عند الافطار)

اے اللہ! میں نے تیری رضا کی خاطر روزہ رکھا ہے اور تیرے دئے ہوئے رزق سے میں روزہ کھول رہا ہوں۔

ایک حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو روزہ افطار

کروائے اسے روزہ رکھنے کے برابر ثواب ملے گا لیکن اس سے روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔

وہ امور جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

جان بوجھ کر کھانے پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اسی طرح جنسی تعلقات قائم کرنے سے اور انیما وغیرہ کروانے سے، ٹیکہ لگوانے سے، جان بوجھ کر قے کرنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ اگر کسی روزہ دار کو بے اختیار قے آجائے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا اور اس پر قضا نہیں لیکن جو جان بوجھ کر قے کرے تو وہ روزہ قضا کرے یعنی دوبارہ رکھے۔

وہ امور جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا

اگر کوئی روزہ دار بھول کر کھا پی لے تو روزہ نہ ٹوٹے گا۔ اگر بلا اختیار حلق میں یا پیٹ میں کوئی چیز چلی جائے مثلاً دھواں، گرد وغبار یا وضو کرتے وقت چند قطرے پانی چلا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح کان میں پانی جانے، بلغم نگلنے، بلا اختیار قے کرنے، نکسیر پھوٹنے، دانت سے خون جاری ہونے، مسواک یا برش کرنے، خوشبو سونگھنے، سر یا داڑھی میں تیل لگانے، دن کے وقت سوتے میں احتلام ہونے یا سحری کے وقت غسل جنابت نہ کر سکنے کی وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

بلا عذر روزہ نہ رکھنے والے

رمضان المبارک میں ایسے لوگ جو روزہ بغیر کسی عذر کے نہ رکھیں یا معمولی معمولی باتوں کو عذر بنا کر روزہ چھوڑتے ہیں، ان کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے:۔

''جو شخص بلا عذر رمضان کا ایک روزہ بھی ترک کرتا ہے وہ شخص اگر بعد میں تمام عمر بھی اس ایک روزہ کے بدلہ میں روزہ رکھے تو بھی اس کا بدلہ نہ چکا سکے گا اور اس غلطی کا تدارک نہ ہو سکے گا۔''

جو لوگ معمولی معمولی باتوں کو عذر بنا کر اور چھوٹی چھوٹی وجوہات کی بناء پر روزہ ترک کر دیتے ہیں مثلاً یہی کہ روزہ رکھنے سے شاید ہم بیمار ہو جائیں، درست نہیں ہے۔

رمضان کا پیغام

رمضان تو آیا ہے انسان کو خدا تعالیٰ کے نزدیک کرنے، گناہوں سے بچانے، اسکے اندر روحانی قوت پیدا کرنے، صبر وتحمل و برداشت پیدا کرنے کے لئے، غرباء کا خیال رکھنے، ضرورت مندوں کی حاجات پوری کرنے، اصلاحِ نفس اور تزکیہ نفس کے لئے۔ پس یہ پیغام ہے رمضان کا۔ مبارک ہے وہ جو اس پیغام کو سمجھے اور خدا کے حکموں پر چلے۔ کنز العمال کی ایک حدیث ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

''جس نے رمضان میں جان بوجھ کر کوئی گناہ کیا یا کسی مومن پر بہتان باندھا، یا کسی نشہ آور چیز کا استعمال کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے سارے اعمال ضائع کر دے گا۔ پس تم رمضان کے بارے میں تقویٰ اختیار کرو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔''

رمضان کا یہی پیغام ہے کہ ہرگز ہرگز کوئی حرام کام نہیں کرنا۔ کسی کا حق نہیں مارنا بلکہ لڑائی جھگڑے سے بچنے کے لئے اپنا حق بھی قربان کر دینا ہے۔ اگر انسان یہ پیغام سمجھ لے تو پھر اس کے روزے حقیقی روزے ہوں گے اور وہ ان تمام بشارات کا مستحق ٹھہرے گا جو خدا اور اسکے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہیں۔

یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک دفعہ پھر رمضان المبارک کا مہینہ ہماری زندگیوں میں آیا ہے۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس مبارک مہینہ کو "شَهرٌ مبارك" قرار دیا ہے اور اس وجہ سے اس مہینہ کو "سيّد الشهور "یعنی تمام مہینوں کا سردار بھی کہا گیا ہے۔ اسی مبارک مہینہ میں انسان کا ہر عمل دس گنا سے سات سو گنا تک اجر پاتا ہے۔ یہ اسقدر مبارک اور رحمت و مغفرت کا مہینہ ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں:

"اِنّ الجَنّة لَتُزيّنُ مِنَ الحولِ الى الحول لِشَهْرِ رمضان"

کہ جنت رمضان کے استقبال کے لئے ایک سال سے دوسرے سال تک سجائی

جاتی ہے۔ کیونکہ اس مہینہ میں جنت کے دروازے وا ہورہے ہیں ،جہنم کے دروازے بند کردئے گئے ہیں اور خدا کے فضلوں اور رحمتوں اور مغفرتوں کی نہریں جاری ہیں۔

اس مبارک مہینہ میں دوست احباب زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں ۔اس سے فائدہ اٹھانے کے مندرجہ ذیل طریقے ہیں:

1۔نماز باجماعت کا قیام کریں۔

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب سے مسند امامت وخلافت پر متمکن ہوئے ہیں بار بار دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلا رہے ہیں کہ احباب جماعت نماز باجماعت کا قیام کریں۔قرآن کریم میں متعدد مرتبہ نماز باجماعت کے قیام کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ احادیث میں نماز باجماعت کے لئے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بشارات دی ہیں کہ 27 گنا ثواب ملتا ہے۔اسلئے دوستوں کو کوشش کر کے مساجد میں آکر نماز باجماعت ادا کرنی چاہیئے ۔نماز باجماعت اپنی ذات میں الگ ایک مضمون ہے۔یہاں صرف توجہ دلانا مقصود ہے کہ یہ اہم فریضہ ہے رمضان میں اس کی طرف زیادہ توجہ رہے۔

2۔قیام اللّیل:

رمضان المبارک کے دنوں میں کوشش کرنی چاہیئے کہ قیام اللّیل ہو۔تہجد کی نماز ادا کی جائے۔آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سنّت مبارکہ تھی کہ رمضان میں اور رمضان کے علاوہ بھی آپ آٹھ رکعات نمازِ تہجد ادا فرماتے تھے اور 3 وتر۔انسان کو جتنا وقت میسّر ہو نمازِ تہجد ضرور ادا کرنی چاہیئے کہ اس وقت کی دعا خدا کے حضور مقبول ہوتی ہے۔احادیث میں قیام اللّیل اور نمازِ تہجد کی بہت فضیلت آتی ہے کیونکہ یہ وقت خدا سے لقاء کا بہترین وقت ہے۔

حدیثِ قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر رات جبکہ رات کا ایک تہائی حصہ باقی ہوتو یہ اعلان کرتا ہے" کون ہے جو مجھے پکارے تا کہ میں اس کی دعا قبول کروں،کون ہے جو مجھ سے سوال کرے تا کہ میں اسے عطا کروں،کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے تا کہ میں اس کو بخش دوں۔"

(ترمذی کتاب الدعوات)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ دن کو بہت کام ہوتے ہیں اسلئے نماز تہجد پر نہیں اُٹھ سکتے حالانکہ قرآنِ کریم نے اسی بات کو سامنے رکھ کر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو نمازِ تہجد کا حکم دیا:

اِنَّ لَکَ فِی النَّھَارِ سَبْحًا طَوِیْلًا

کہ اے محمد تجھے دن کے وقت بے شمار کام ہوتے ہیں۔

گویا مصروفیتوں اور کاموں کا ایک ختم نہ ہونے والا دریا ہے جو بہتا چلا آتا ہے۔ جن کی وجہ سے تمہیں بھی کبھی عبادتوں کا موقع نہیں ملتا اسلئے راتوں کو اٹھ کر خدا کی عبادت کیا کر۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے:

''ہماری جماعت کو چاہیئے کہ وہ تہجد کی نماز کو لازم کرلیں جو زیادہ نہیں وہ دو ہی رکعت پڑھ لے کیونکہ اس کو دعا کرنے کا موقع بہر حال مل جائے گا۔اس وقت کی دعاؤں میں ایک خاص تاثیر ہوتی ہے کیونکہ وہ سچے درد اور جوش سے نکلتی ہیں۔''

(ملفوظات جلد نمبر 3 صفحہ 245)

3۔نمازِ تراویح:

رمضان المبارک میں چونکہ نمازِ تراویح کا بھی انتظام ہوتا ہے جو دوست نمازِ تراویح میں شامل ہوتے ہیں انہیں چاہیئے کہ پھر بھی نمازِ تہجد میں اٹھنے کی کوشش کریں۔خواہ دو رکعات ہی کیوں نہ پڑھیں یہ بہت بڑے ثواب اور اجر کا کام ہے۔

4۔تلاوت قرآن کریم:

رمضان المبارک کا قرآن کریم کے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے۔ کیونکہ ان بابرکت ایام ہی میں قرآن کریم کا نزول شروع ہوا تھا۔ بالفاظ دیگر رمضان کا مہینہ قرآن کریم کی سالگرہ کا مہینہ ہے۔ اسلئے دوستوں کو اس مبارک مہینہ میں کثرت کے ساتھ تلاوت کرنی چاہیئے ۔اس کے معانی پر غور وفکر ہو۔آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سنت مبارکہ کے مطابق کم از کم دو مرتبہ یا پھر ایک مرتبہ تو ضرور قرآن کریم کا دور مکمل کرنا چاہیئے۔

پھر جماعت احمدیہ کی مساجد میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے درسِ قرآن کریم ہوتا

ہے۔اس میں بھی شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ایک احمدی کے لئے تو یہ از بس ضروری ہے کہ رمضان میں کثرت سے تلاوت ہو۔

5۔''دعائیں کریں، دعائیں کریں، بہت دعائیں کریں''

یہ وہ مبارک الفاظ ہیں جو ہمارے پیارے امام نے خلیفہ بنتے ہی جماعت سے پہلے خطاب میں فرمائے تھے۔اور اس کے بعد سے آج تک آپ کا کوئی خطبہ، کوئی تقریر، کوئی درس، کوئی نصیحت ایسی نہیں جس میں آپ نے دعاؤں کی طرف توجہ نہ دلائی ہو۔

بلاشبہ یہ مبارک مہینہ دعاؤں کی قبولیت کا مہینہ بھی ہے۔حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''رمضان میں اللہ کا ذکر کرنے والا بخشا جاتا ہے اور اس ماہ اللہ سے مانگنے والا کبھی نامراد نہیں رہتا۔''

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''رمضان کا مہینہ مبارک مہینہ ہے دعاؤں کا مہینہ ہے''

(الحکم 24/جنوری 1901)

یہی وجہ ہے کہ روزوں اور دُعا کا اس گہرے تعلق کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرمایا ہے:

اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ؕ

(البقرۃ:187)

کہ میرے بندوں کو بتا دو میں بہت قریب ہوں اور دعا قبول کرتا ہوں۔

اس میں تو شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی احباب کثرت سے دعائیں کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں زندہ خدا پر ایمان لانا سکھایا ہے۔اور جس قدر احمدی قبولیتِ دعا پر ایمان رکھتے ہیں شاید ہی کوئی رکھتا ہو۔اسکے باوجود یہ یاددہانی کرانی ضروری ہے کہ رمضان میں دوست ''قبولیتِ دعا'' کے نظاروں کے لئے خوب خوب دعائیں کریں۔ویسے تو سارا وقت ہی قبولیتِ دعا کا ہے لیکن احادیث میں روزہ دار کے لئے ایک خاص وقت کی نشاندہی کی گئی ہے۔ابن ماجہ میں حدیث ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ للصائِمِ عند فطرہٖ لدعوۃً ما تُرَدُّ

کہ روزہ دار کے لئے اسکی افطاری کے وقت کی دعا ایسی ہے جو رد نہیں کی جاتی۔

حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:

''رمضان المبارک سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کرو۔اس میں دعائیں بہت قبول ہوتی ہیں۔اسلام کی ترقی اور اسکی اشاعت کے لئے خوب دعائیں کرو۔''

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ہماری جماعت کو چاہیئے کہ راتوں کو رو رو کر دعائیں کریں اس کا وعدہ ہے ادعونی استجب لکم''

(ملفوظات جلد نمبر 9 صفحہ 167)

پس افطاری کا وقت بہترین وقت ہے قبولیتِ دُعا کا۔اس وقت کو باتوں میں یا کسی اور مصروفیت میں ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔افطاری سے 10-15 منٹ قبل تنہائی میں بیٹھ کر ضرور دعا کرنی چاہیئے۔اپنی دعاؤں میں اشاعتِ اسلام، اسیرانِ راہِ مولیٰ کے لئے ضرور دعائیں کریں۔

6۔ذکرِ الٰہی، توبہ و استغفار اور دُرودشریف:

رمضان المبارک میں انسان کو کثرت کے ساتھ ذکرِ الٰہی، توبہ استغفار بھی کرنا چاہیئے۔دیکھا جاتا ہے کہ انسان بعض اوقات اپنا وقت ذکرِ الٰہی میں گزارنے کے بجائے باتوں میں اور دیگر مشغولیات میں گزار دیتا ہے حالانکہ رمضان سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اور جتنا بھی وقت میسّر آئے خدا کو یاد کرنے میں اور کثرت سے استغفار کرنے میں یہ وقت استعمال کرنا چاہیئے۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے:

''ذکرِ الٰہی کرنے والے اور ذکرِ الٰہی نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے''

(بخاری کتاب الدعوات بات فضل ذکر اللّٰہ تعالیٰ)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

''اے لوگو! جنت کے باغوں میں چرنے کی کوشش کرو۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ جنت کے باغوں سے کیا مراد ہے؟ آپؐ نے فرمایا ذکر کی مجالس جنت کے باغ ہیں۔'' آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ: ''صبح و شام کے وقت خصوصاً اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اسے اس قدر و منزلت کا علم ہو جو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی ہے تو وہ یہ دیکھے کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق اس کا کیا تصور ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی ایسی ہی قدر کرتا ہے جیسی اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی ہے۔''

(قشیریہ باب الذکر صفحہ 111)

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 27 مئی 2005 کے خطبہ جمعہ میں احباب جماعت کو بعض دعائیں روزانہ توجہ کے ساتھ پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ وہ دعائیں یہ ہیں:

سورۃ الفاتحہ

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (البقرۃ: 251)

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ (اٰل عمران: 9)

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ (ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ)

(استغفار) اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَيْهِ.

درود شریف

ان دعاؤں کا تفصیلی ذکر رسالہ النور کے مئی کے شمارہ میں آچکا ہے۔ رمضان المبارک میں ان دعاؤں کو بھی کثرت کے ساتھ پڑھیں، درود شریف کثرت کے ساتھ پڑھیں۔ کیونکہ درود شریف کا پڑھنا انسان کے لئے برکتوں، رحمتوں اور قرب الٰہی کا راستہ کھولتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کریم میں درود شریف پڑھنے کی ''صلّوا علیہ و سلموا تسلیما'' کے الفاظ کے ساتھ تلقین فرمائی ہے اور احادیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتا ہے۔

حضرت فضالہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک شخص کو نماز میں دعا کرتے ہوئے سنا۔ نہ اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور نہ آنحضرت ﷺ پر درود بھیجا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا اس نے جلد بازی سے کام لیا ہے اور صحیح طریق سے دعا نہیں کی۔ آپؐ نے اس شخص کو بلایا اور فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز میں دعا کرنے لگے تو پہلے اپنے ربّ کی حمد و ثناء کرے پھر نبی کریمؐ پر درود بھیجے اسکے بعد حسبِ منشاء دعا کرے۔''

(ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الدعاء)

توبہ کے بارے میں حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا غرغرے سے پہلے بندہ جب بھی توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے یعنی اس کی توبہ ردّ نہیں کی جاتی۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب فضل التوبۃ)

حدیث ہے کہ:

عَنْ جُنْدَبٍ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ: وَاللّٰهِ لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِفُلَانٍ، وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَتَاَلّٰى عَلَيَّ اَنْ لَّا اَغْفِرَ لِفُلَانٍ فَاِنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لِفُلَانٍ وَاَحْبَطْتُ عَمَلَكَ.

(مسلم کتاب البر والصلۃ)

اسی طرح حضرت جندبؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ: ''ایک آدمی نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم فلاں آدمی کو اللہ نہیں بخشے گا۔ اس پر اللہ نے فرمایا کون ہے جو مجھ پر یہ پابندی لگائے کہ میں فلاں کو نہیں بخشوں گا۔ میں نے اسے بخش دیا، ہاں خود ایسے شخص کے اعمال ضائع ہو گئے جس نے ایسا کہا۔''

استغفار کے بارے میں تو قرآن کریم، احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بہت ارشادات ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ

(الانفال: 34)

ترجمہ: اللہ ایسا نہیں کہ انہیں عذاب دے جب کہ وہ بخشش طلب کرتے ہوں۔ گویا اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرنے والے عذابوں سے محفوظ رکھے جاتے ہیں۔

پھر فرمایا:

''وہ لوگ جو اگر کسی بے حیائی کا ارتکاب کر بیٹھیں یا اپنی جانوں پر کوئی ظلم کریں تو وہ اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتے ہیں اور اللہ کے سوا کون ہے جو گناہ بخشتا ہے اور جو کچھ وہ کر بیٹھے ہیں اس پر جانتے بوجھتے ہوئے اصرار نہیں کرتے۔''

(ال عمران:136)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ میں روزانہ سو مرتبہ سے بھی زیادہ استغفار کرتا ہوں۔ اور پھر فرماتے ہیں کہ جو شخص استغفار کو لازم کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے کشائش کے سامان پیدا فرمائے گا۔ اسکی ہر تکلیف، غم اور پریشانی کو ختم کر دے گا اور اسے وہاں سے رزق عطا فرمائے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہو۔

ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس اپنے قرض کے متعلق دعا کے واسطے عرض کی اس پر آپ نے فرمایا:

''استغفار بہت پڑھا کرو۔ انسان کے واسطے غموں سے سُبک ہونے کے واسطے یہ طریق ہے نیز استغفار کلید ترقیات ہے۔''

(ملفوظات جلد نمبر 2 صفحہ 206)

ایک شخص نے عرض کی حضور میرے لئے دعا کریں کہ میرے اولاد ہو جائے۔ آپ نے فرمایا:

''استغفار بہت کرو اس سے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اولاد بھی دے دیتا ہے۔''

(ملفوظات جلد نمبر 2 صفحہ 209)

ایک شخص نے پوچھا کہ میں کیا وظیفہ پڑھا کروں؟ فرمایا:

''استغفار بہت پڑھا کرو۔ انسان کی دو ہی حالتیں ہیں یا تو وہ گناہ نہ کرے یا اللہ تعالیٰ اس گناہ کے بد انجام سے بچا لے۔ سو استغفار پڑھنے کے وقت دونوں معنوں کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ سے گزشتہ گناہوں کی پردہ پوشی چاہے اور دوسرا یہ کہ خدا سے توفیق چاہے کہ آئندہ گناہوں سے بچائے مگر استغفار صرف زبان سے پورا نہیں ہوتا بلکہ دل سے چاہیئے، نماز میں اپنی زبان میں بھی دُعا مانگو یہ ضروری ہے۔''

(ملفوظات جلد نمبر 2 صفحہ 320)

7۔ صدقہ وخیرات:

رمضان المبارک چونکہ ایک پیغام یہ بھی دیتا ہے کہ اس مبارک مہینہ میں غریب پروری بھی کی جائے۔ غرباء کا خاص خیال رکھا جائے۔ اُن کی ہر قسم کی ضرورتوں کو پورا کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس لئے کثرت کے ساتھ صدقہ وخیرات بھی کرنا چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم دُنیا کے انسانوں میں سب سے بڑے سخی تھے۔ آپ کسی سائل کو خالی ہاتھی نہ لوٹاتے تھے۔ بلکہ پاس نہ بھی ہوتا تو فرماتے کہ تم قرض لے کر اپنی ضرورت پوری کر لو میں تمہیں دے دوں گا۔ اور جب پاس ہوتا تو سب کچھ راہِ خدا میں قربان اور فدا کر دیتے۔ احادیث میں آتا ہے کہ جب رمضان المبارک شروع ہوتا تو آپؐ کی سخاوت تیز آندھی سے بھی زیادہ ہوتی۔ خدا جانے آپ کیا کیا کچھ لوگوں کو عطا فرماتے۔ یعنی یہ سنّتِ نبویؐ ہے کہ رمضان میں انسان مالی قربانی بھی پیش کرے۔ صدقہ وخیرات بھی کرے۔

چندہ جات کی ادائیگی میں انسان کو بالکل کوتاہی نہیں کرنی چاہیئے اور اس مبارک مہینہ میں تو جس قدر بھی مالی قربانی کی جائے عام دنوں کی نسبت اس کا بہت زیادہ ثواب ہے۔ اسلئے تحریک جدید اور وقفِ جدید کے وعدہ جات کی اس مبارک مہینہ میں تکمیل کرنا بہت زیادہ ثواب کا موجب ہے۔

8۔ فطرانہ:

اسی طرح صدقۃ الفطر کی ادائیگی بھی رمضان شروع ہوتے ہی کر دینی چاہیئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے ہر مسلمان خواہ بچہ ہو یا بوڑھا، مرد ہو یا عورت سب پر صدقۃ الفطر (زکوٰۃ الفطر) یا فطرانے کو واجب قرار دیا ہے۔ اسکی حکمت اور برکت کا بھی ذکر فرمایا کہ یہ روزے دار کو لغو اور گندی چیزوں سے پاک کرنے کا ذریعہ ہے

اور مساکین کو کھانے کا سامان مہیا کرتا ہے۔فرمایا کہ:

''رمضان کے مہینے کی نیکیاں اور عبادات آسمان اور زمین کے درمیان معلق ہو جاتی ہیں انہیں فطرانہ ہی آسمان پر لے جاتا ہے اور عبادات کی قبولیت کا باعث بنتا ہے۔''

پس جتنا فطرانہ بھی جماعت کی طرف سے معین ہوا سے جلد ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے تا کہ یہ فطرانہ جلد از جلد غرباء مساکین اور ضرورت مندوں کو پہنچ جائے اور وہ بھی عید کی خوشیوں میں شامل ہو سکیں۔

9۔رمضان کا آخری عشرہ،لیلۃ القدر،اعتکاف:

سارا رمضان ہی عبادات اور روحانی جدّ و جہد کا مہینہ ہے مگر رمضان کا آخری عشرہ غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی احادیث میں آتا ہے حضرت عائشہ ؓ روایت کرتی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کمر ہمت کس لیتے اور اپنی راتوں کو زندہ کرتے اور اپنے گھر والوں کو بیدار کرتے۔

(بخاری)

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا تو سارا سال ہی عبادات سے پُر ہوتا تھا۔آپ ہر روز تہجد پڑھتے ،اتنی پڑھتے کہ آپ کے پاؤں مبارک بھی متورّم ہو جاتے۔مگر رمضان کے آخری عشرہ میں آپ کی عبادات اور زیادہ معراج کے زینے طے کرتی۔پس جو کوتاہی گزشتہ 2 عشروں میں رہ جائے اس کی کمی آخری عشرہ میں پوری کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

جن دوستوں کو اللہ تعالیٰ اعتکاف کی توفیق دے انہیں بھی اپنا سارا وقت ذکرِ الٰہی ، توبہ، استغفار، درود شریف، دعاؤں، عبادات اور بکثرت تلاوتِ قرآن کریم اور نوافل کی ادائیگی میں گزارنا چاہیئے۔غلبہءِ اسلام کے لئے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے لئے ،خدمتِ دین بجالانے والوں کے لئے ،اسیرانِ راہِ مولیٰ کے لئے ، بیماروں کے لئے ، پریشان حال لوگوں کے لئے ،غرباء و مساکین و بیوگان کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہر معتکف اعتکاف کے بعد اپنے اندر عظیم انقلاب محسوس کرے۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم اعتکاف کے دوران سارا وقت عبادت میں صرف کرتے تھے۔پس ہر معتکف کو حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سنّت مبارکہ کے مطابق اعتکاف کرنا چاہیئے۔اللہ تعالیٰ سب معتکفین کے اعتکاف کو شرفِ قبولیت بخشے۔

10۔لیلۃ القدر:

لیلۃ القدر کی فضیلت قرآن کریم میں یوں بیان ہوئی ہے:

لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝

(القدر:4)

''قدرت کی رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے''

لیلۃ القدر کی ایک بڑی برکت یہ بھی ہے کہ وہ لوگ جن کو عام طور پر دوسرے دنوں میں زیادہ عبادات اور دعاؤں کی توفیق نہیں ملتی جب وہ رمضان کے آخری عشرے میں داخل ہوتے ہیں تو انہیں بھی اس رات کی تلاش میں راتوں کو زندہ کرنے کی توفیق مل جاتی ہے۔تو پھر اس کے بعد انہیں خدا کے فضل سے دعاؤں اور عبادات کا نشہ لگ جاتا ہے جو ان کے ساتھ ہمیشہ لگا رہتا ہے اور اُن کی زندگی کو سنوارنے کا موجب ہو جاتا ہے۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

مَنْ قَامَ ليلة القدر ايمان و احتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه.

(مسلم)

جو رمضان المبارک میں لیلۃ القدر کی رات ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے عبادت کرے تو اسکے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

پس جس طرح رمضان باقی نیکیوں کو دائمی حیات بخشتا ہے اسی طرح لیلۃ القدر کی رات جو کہ قبولیتِ دعا کا اہم موقع ہے، بھی نیکیوں کو مسلسل کرنے کا سبق دیتی ہے۔ لیلۃ القدر کی برکات ہر وقت اور ہر زمانے میں انسان حاصل کر سکتا ہے۔حضرت

انس ؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

''جس نے رمضان میں شروع سے آخر تک تمام نمازیں با جماعت ادا کیں تو اس نے لیلۃ القدر کا بہت بڑا حصہ پالیا۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عائشہ ؓ کو لیلۃ القدر میں کی جانے والی دعا بھی سکھائی جو یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ.

اے اللہ تو بہت معاف کرنے والا ہے اور معاف کرنے کو پسند فرماتا ہے پس تو مجھے بھی بخش دے اور معاف فرما دے۔

(ترمذی ابواب الدعوات)

11۔عیدالفطر:

رمضان المبارک گزرنے پر اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لئے انعام کے طور پر عیدالفطر رکھی ہے۔جس میں تمام مسلمان مرد و عورت چھوٹے بڑے سب خوشی سے شامل ہوتے ہیں۔جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اسلام بھی بشاشت اور مسرت کا مذہب ہے۔اور انسانی وجود کی شادابی کے سامان مہیا کرتا ہے جو کہ عین فطرتِ انسانی ہے۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم عید کی نماز کے لئے اتنی تاکید فرماتے تھے کہ حضرت امِ عطیہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ارشاد فرماتے تھے کہ عیدین کے دن سب لوگ عورتیں اور بچے بھی عید پر جائیں۔یہاں تک کہ حائضہ عورتوں کو بھی عید کے خطبے اور دعا میں شامل ہونے کا حکم ہوتا۔البتہ وہ نماز میں شامل نہ ہوتیں۔آپ ؐ نے اتنا تاکیدی ارشاد فرمایا کہ اگر کسی عورت کے پاس اوڑھنی نہ ہو تو وہ کسی سہیلی سے مانگ لے اور عید پر حاضر ہو۔

پس عید کی خوشیاں رمضان المبارک کی عبادتوں کے قیام کے نتیجہ میں خدا سے لقاء کی خوشیاں ہیں۔اور یہی حقیقی عید ہے جو رمضان کے مقاصد میں سے ہے کہ ہمیں خدا مل جائے۔

اسکے علاوہ جو ظاہری خوشیاں ہیں اُن میں بھی چاہیئے کہ ہم اپنے غریب بھائیوں کو اپنی خوشیوں میں شامل کریں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔آمین۔

☆......☆......☆

ہے لطف و کرم عفو کا احسان کا موسم

امتہ الباری ناصر

پھر آیا بڑی شان سے رَمَضان کا موسم
پھر چھایا دل و جان پہ ایمان کا موسم

پھر یادِ خداوندی کی گھر آئیں گھٹائیں
ہے نشے میں دھت بادۂ عرفان کا موسم

پھر سحری و افطاری کے ہونے لگے چرچے
ہر سمت اتر آیا ہے قرآن کا موسم

سر رکھ دیئے دہلیز پہ بخشش کی طلب میں
آنکھوں سے رواں اشکِ پشیمان کا موسم

جو بس میں ہے کر گزریں بتوفیقِ الٰہی
ہے وصلِ خداوندی کے ہیجان کا موسم

در کُھل گئے جنت کے، ہوئے قید شیاطیں
خوش بختی ہے یہ درد کے درمان کا موسم

مولا تو میرا ہوجا، مجھے اپنا بنا لے
ہے لطف و کرم عفو کا احسان کا موسم

ملاقات

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات)

ڈاکٹر مہدی علی چوھدری

اس شام شہرِ شوق کا منظر عجیب تھا
وہ میرے دل کا باسی نظر کے قریب تھا

بس فرطِ احترام سے پلکیں نہ اٹھ سکیں
جس لمحہ رُو برُو میرے میرا حبیب تھا

اک دم میں جسم و روح کے ہوئے زخم مندمل
دستِ شفا لئے کوئی حاذق طبیب تھا

دشتِ حیات بے نخیل ، وہ خیمۂ دعا
واللہ میرا نصیب کہ میں خوش نصیب تھا

لمحاتِ وصل و قرب کا عالم نہ پوچھیئے
یہ دل کا معاملہ ہی عجیب و غریب تھا

ان ساعتوں کا حسن کروں کیسے قلمبند
میں شاعر و سخنور ، نہ ہی ادیب تھا

تھے نغمہ سنج چمن میں کئی خوش گلو طیور
رشکِ بہار میرا وہی عندلیب تھا

جلنے لگا جہان جو نفرت میں جنگ میں
برسا سحاب سا وہ امن کا نقیب تھا

اس کارزارِ دہر میں وہ فاتحِ قلوب
شاہِ جہاں ، خدا کا وہ عبدِ منیب تھا

سمندری طوفان اور شکرِ نعمت

مولانا محمد ظفر اللہ ہنجرا صاحب

پچھلے دنوں ہیوسٹن میں ایک سمندری طوفان آیا۔ گو خدا کے فضل سے اس کا رُخ مڑ گیا اور شدت میں کمی واقع ہوگئی مگر اس کے خوف کے نتیجے میں جو لوگوں کا انخلا ہوا اور جس طرح لوگ ڈر کے مارے کبھی ایک راستہ کو لیتے تو اس کو کاروں سے پُر پاتے تو دوسرے راستہ کا رُخ اختیار کرتے تھے' ایک حشر بپا نظر آتا تھا۔ ہر کوئی اپنی جان بچانے کی فکر میں لگا ہوا تھا۔ حدِ نظر تک کاریں ہی کاریں دکھائی دیتی تھیں۔
اور اس انخلاء میں تیزی کی ایک بڑی وجہ گزشتہ دنوں New Orleans میں بپا ہونے والے Katrina Hurricane کے تباہ کن اثرات بھی تھے۔ اس طوفان کی زد میں آنے والے لوگوں کی زبوں حالی ہر ایک پر عیاں ہے۔ جو لوگ اس سے بچ نکلے تھے وہ بھی زیادہ تر ابھی تک ہیوسٹن میں پناہ لئے ہوئے تھے۔ ایک امر کا یہاں ذکر کرنا ضروری ہے کہ مذکورہ طوفان کے موقع پر New Orleans میں رہائش رکھنے والے تمام احمدی خاندان خدا کے فضل سے طوفان آنے سے قبل محفوظ مقامات پر پہنچ گئے تھے۔
چونکہ اس واقعہ کو گزرے ابھی زیادہ دن نہیں ہوئے تھے، اور اس کی خبریں اور لوگوں کی آپ بیتیاں میڈیا کے ذریعے ماحول کا مستقل حصہ بنی ہوئی تھیں کہ ہیوسٹن میں سمندری طوفان کے آنے کی خبریں ملنے لگیں۔ اس طوفان کی زَد سے بچاؤ کے پیشِ نظر لوگوں نے فوری طور پر ہیوسٹن سے نکل کر قریب کے علاقوں میں پناہ لینے کی تجویز پر عمل شروع کر دیا۔ خبروں کے مطابق بحراوقیانوس میں اٹھنے والے اس طوفان جس کو Rita کا نام دیا گیا تھا، میں شدت آتی جارہی تھی اور یہ خدشہ تھا کہ یہ ہفتہ کے روز صبح کے وقت ہیوسٹن اور اس کے اردگرد کی سرزمین سے ٹکرائے گا۔
اس دوران Dallas اور Austin کی جماعتوں نے اہلِ ہیوسٹن کو یہ پُر خلوص پیشکش کی کہ ہمارے دروازے آپ لوگوں کے لئے کھلے ہیں۔ اس کے علاوہ کالج اسٹیشن سے مکرم تصویر الرحمٰن صاحب اور ان کی اہلیہ نے خود فون کر کے جماعت ہیوسٹن کو اپنے ہاں قیام کی دعوت دی۔ چنانچہ ہیوسٹن جماعت کے اکثر احباب تک ان پیغامات کو پہنچایا گیا کہ اگر وہ مذکورہ بالا مقامات پر جانا چاہیں تو وہاں ان کے ٹھہرنے کا مناسب انتظام ہوگا۔
21 ستمبر بروز بدھ ہیوسٹن سے انخلاء کا یہ سلسلہ شروع ہوا جو اگلے دو روز تک جاری رہا۔ ان دنوں میں سڑکیں کاروں سے اس طرح سے بھری پڑی تھیں کہ سمجھ میں نہیں آتا تھا کس طرف کو جانے کا راستہ نسبتاً آسان ہے۔ ہر طرف دور دور تک ایک ہی سماں نظر آتا تھا۔ وہ راستہ جو عموماً 2-3 گھنٹے کی مسافت میں طے ہوتا ہے بعض لوگوں نے 15-16 گھنٹوں اور بعض احباب نے 22-24 گھنٹوں میں طے کیا۔ مسافت کی طوالت اور گرمی کی شدت کے ساتھ یہ خوف بھی لگا رہا کہ گاڑی میں گیس ختم ہونے کی صورت میں سفر کیسے جاری رکھ سکیں گے اور منزل پر کیسے پہنچیں گے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ کہیں اسی سفر کے دوران ہی طوفان نہ آ دبوچے۔ مجبوری کی یہ حالت وہی محسوس کر سکتے ہیں جو اس وقت اس میں سے گزر رہے تھے یا کسی حد تک وہ مخلص احباب جو ہمسایہ جماعتوں میں اپنے مہمانوں کا حفاظت سے پہنچنے کا بے چینی سے انتظار کر رہے تھے۔ اور ایسے میں سب مل کر' وہ بھی جو ٹریفک میں پھنسے ہوئے تھے اور وہ بھی جو ان کی خیریت کے منتظر تھے' خواہ وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھنے والے تھے ان کی توجہ اس خدائے علیم وکریم کی طرف لگی ہوئی تھی اور اس آس میں دعا کر رہے تھے کہ وہ خدا ہی ہے جو ایک مضطر کی دعاؤں کو سننے والا ہے۔
خوف کی اس حالت میں احمدی احباب بھی ان دعاؤں سے تسلی پا رہے تھے جو قرآن کریم، رسولِ پاک ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں سکھائی ہیں، وہ آزمودہ دعائیں جن سے انبیاء علیہم السلام اور خدا کے عاجز بندوں نے بہت سے مصائب کے وقت صبر سے گزارے اور انعام میں خدا کے فضلوں کو جذب کرتے رہے، احمدیوں کی وردِ زبان تھیں۔ ایسے میں وہ وقت یاد آتا ہے جب پنجاب میں طاعون کا زور تھا اور ہر طرف موتا موتی کا عالم تھا۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا میری جماعت اس سے محفوظ رہے گی اور آپ نے ایک کتاب لکھی جس کا نام کشتی نوح رکھا اور فرمایا یہ میری تعلیم ہے جو اس پر عمل کرے گا وہ اس طاعون سے محفوظ رہے گا۔ آپؑ نے فرمایا ہمارا جو کچھ بھی ہوگا وہ دعاؤں کے ذریعے

سے ہوگا اور خدا نے بار بار الہامات کے ذریعے سے آپؑ کو یہی تسلیاں دی تھیں۔
چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ کی قادرانہ تجلی بھی ایک ترقی کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے۔ وہ خارق عادت قدرت اسی جگہ دکھلاتا ہے، جہاں خارق عادت تبدیلی ظاہر ہوتی ہے۔ خوارق اور معجزات کی یہی جڑ ہے یہ خدا ہے جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہے۔ اس پر ایمان لاؤ اور اپنے نفس پر اور اپنے آراموں پر اور اسکے کل تعلقات پر اُس کو مقدم رکھو۔ اور عملی طور پر بہادری کے ساتھ اس کی راہ میں صدق و وفا دکھلاؤ۔ دنیا اپنے اسباب اور اپنے عزیزوں پر اُس کو مقدم نہیں رکھتی مگر تم اس کو مقدم رکھو۔ تا تم آسمان پر اس کی جماعت لکھے جاؤ۔ **رحمت کے نشان دکھلانا قدیم سے خدا کی عادت ہے مگر تم اُس حالت میں اس سے حصہ لے سکتے ہو کہ تم میں اور اُس میں کچھ جدائی نہ رہے۔** اور تمہاری مرضی اس کی مرضی اور تمہاری خواہشیں اس کی خواہشیں ہو جائیں اور تمہارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت مرادیابی اور نامرادی میں اُس کے آستانہ پر پڑا رہے۔۔۔ سو تم مصیبت کو دیکھ کر اور بھی قدم آگے رکھو کہ یہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہے۔ اور اُس کی توحید زمین پر پھیلانے کے لئے تمام طاقت سے کوشش کرو۔۔۔''

(کشتی نوح صفحہ 17-18)

پس کسی بھی مشکل وقت میں خدا کے آستانہ سے کبھی بے وفائی نہیں کرنی بلکہ اس جذبے میں قدم اور آگے بڑھانا ہے۔ خدا کا وعدہ ایک بار پھر پورا ہوتا ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کے بندوں کی عاجزانہ دعاؤں کے نتیجے میں طوفان کی شدت میں نہ صرف کمی آئی بلکہ اس کا رخ بھی مُڑ گیا۔

اب اس واقعے کا دوسرا رُخ دیکھیے۔ طویل مسافت کے بعد 22 خاندان ہیوسٹن سے آسٹن بحفاظت پہنچ گئے، 10 کے قریب خاندان مکرم تصویر الرحمان صاحب کے ہاں قیام پذیر ہوئے اور 5 خاندان Dallas میں جا کر ٹھہرے اور اس کے علاوہ کچھ افراد ذاتی تعلقات کی بناء پر محفوظ مقامات پر پہنچ گئے۔ میزبانوں نے بڑی خندہ پیشانی اور پیار و محبت اور خلوص سے اپنے گھروں کے دروازے مہمانوں کے لئے کھول دیے اور ان کی ہر طرح کی ضرورت کا خیال رکھا۔ ایسے میں بھی ان سب جگھوں پر احباب نے عبادات، درس و تدریس، اور مہمانوں کی ضیافتوں کا سلسلہ جاری رکھا۔ آسٹن جماعت کے سیکرٹری ضیافت مکرم لطیف احمد طاہر صاحب اور انکی اہلیہ نے شدید گرمی کے باوجود مشن ہاؤس سے باہر ایر کنڈیشنر کے بغیر اور مہمانوں کی پسند کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کھانا پکانے کا اہتمام کیا۔ ان کے ساتھ اور بہت سے لوگ بھی ان خدمتوں میں خاموشی کے ساتھ شریک رہے۔ اور ایسے ہی لوگ ہیں جو دراصل جماعت کا ستون ہیں، جن کو نام و نمود سے کوئی غرض نہیں محض رضائے باری تعالیٰ کے حصول کے لئے گوشہ گمنامی میں رہتے ہوئے مخلوقِ خدا کی خدمتیں کرتے ہیں، وہ نہ کسی شکر یہ کے طالب ہوتے ہیں نہ کسی بدلہ کے خواہاں۔ ان کا مقصود و منشاء اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہوتا ہے۔ اور یہی وہ تعلیم ہے جو ہمارے آقا نے ہمیں سکھائی ہے۔ جس کے مطابق ایسے لوگوں کو خدا کے حضور سعادتیں اور رتبے عطا ہوتے ہیں جو ان کی قابلیت کی وجہ سے نہیں بلکہ انہی بےلوث خدمتوں کے طفیل ودیعت کئے جاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ کے حالاتِ زندگی پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رضوان اللہ علیہم اجمعین کیسے حضرت مسیح موعودؑ کے ایک اشارے پر دین کی بقاء کے لئے زندگی قربان کرنے کو تیار رہتے تھے۔ اس اطاعت میں نہ تو کبھی موسم کی سختی آڑے آئی نہ ہی بیوی بچے اور دوسری ذاتی ضروریات رکاوٹ بنیں بلکہ وہ دیوانہ وار اپنے محبوب آقا کے ارشادات پر فرائض کی تکمیل میں کوشاں رہے۔ پس وہ نمونے آج امریکہ، کینیڈا، جرمنی، پاکستان بلکہ جہاں جہاں احمدی آباد ہیں، کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ اطاعت کے اسی جذبے کی وجہ سے آج ہر احمدی کے اندر اپنے بھائیوں کی بےلوث خدمت کی شمعیں روشن ہیں۔ اور ہمارا کام ہے کہ اس شمع سے اور آگے شمعیں روشن کرتے ہوئے ساری دنیا کو اس نور سے منور کر دیں۔

یہ مضمون تو بہت تفصیل چاہتا ہے اور امریکہ کی مذکورہ بالا جنوبی جماعتوں نے جس طرح سے میزبانی کا حق ادا کیا ہے اس کو الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔ پریشانی کے ان حالات میں پیار و محبت اور ضیافتوں اور خدمتوں کے نمونے جو ظاہر ہوئے گو وہ چند دن کے تھے لیکن ان کی یاد اور لذّت آج بھی جب کہ ہم سب اپنے گھروں کو واپس بحفاظت پہنچ گئے ہیں، ہر اس شخص کی یاد میں محفوظ ہے جو ان سے مستفید ہوا تھا۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے جنھوں نے جس طرح بھی ان خدمات میں حصہ لیا ان خدمات کو محض اپنے فضل سے قبول کرے۔ پس سب احباب کی طرف سے ہم اپنے میزبانوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو رضا کی راہوں پر چلائے۔ آمین۔